قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعرات 29 ستمبر 2022ء | 2 ربیع الاول 1444 ہجری قمری | 29 تبوک 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:209

فرمانِ رسولؐ

عہد کرو کہ تم کبھی کسی سے کچھ نہیں مانگو گے

حضرت ابو امامہ باہلیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا مجھ سے کون عہد باندھتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ثوبانؓ نے عرض کیا حضورؐ میں عہد باندھنے کے لئے تیار ہوں، حضورؐ نے فرمایا عہد کرو کہ تم کبھی کسی سے کچھ نہیں مانگو گے، اس پر ثوبانؓ نے عرض کیا حضورؐ اس عہد کا اجر کیا ہوگا۔ حضورؐ نے فرمایا جنت۔ اس پر ثوبانؓ نے حضورؐ کے اس عہد پر عمل کرنے کا اقرار کیا۔ ابو امامہؓ کہتے ہیں میں نے ثوبانؓ کو مکے میں دیکھا کہ سخت بھیڑ کے باوجود بھی اگر وہ گھوڑے پر بیٹھے ہوتے تھے تو اگر چابک بھی گر جاتا تھا تو کسی کو یہ نہیں کہتے تھے کہ اٹھا کر دو بلکہ اتر کر زمین پر سے اٹھاتے تھے اور اگر کوئی شخص پکڑانا بھی چاہتا تھا تو نہ لیتے بلکہ خود اتر کر اٹھاتے تھے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عہد کیا ہوا ہے۔

(الترغیب والترھیب کتاب الصدقات باب الترھیب من المسئلۃ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

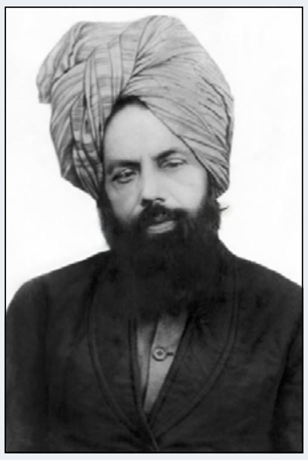

روحانی خوبصورتی اور روحانی زینت تقویٰ سے ہی پیدا ہوتی ہے

انسان کی تمام روحانی خوبصورتی تقویٰ کی تمام باریک راہوں پر قدم مارنا ہے۔ تقویٰ کی باریک راہیں روحانی خوبصورتی کے لطیف نقوش اور خوشنما خط وخال ہیں اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی امانتوں اور ایمانی عہدوں کی حتی الوسع رعایت کرنا اور سر سے پیر تک جتنے قویٰ اور اعضاء ہیں جن میں ظاہری طور پر آنکھیں اور کان اور ہاتھ اور پیر اور دوسرے اعضاء ہیں اور باطنی طور پر دل اور دوسری قوتیں اور اخلاق ہیں ان کو جہاں تک طاقت ہو ٹھیک ٹھیک محل ضرورت پر استعمال کرنا اور ناجائز مواضع سے روکنا اور ان کے پوشیدہ حملوں سے متنبہ رہنا اور اسی کے مقابل پر حقوق عباد کا بھی لحاظ رکھنا یہ وہ طریق ہے جو انسان کی تمام روحانی خوبصورتی اس سے وابستہ ہے اور خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں تقویٰ کو لباس کے نام سے موسوم کیا ہے۔ چنانچہ لِبَاسُ التَّقْوٰى قرآن شریف کا لفظ ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ روحانی خوبصورتی اور روحانی زینت تقویٰ سے ہی پیدا ہوتی ہے اور تقویٰ یہ ہے کہ انسان خدا کی تمام امانتوں اور ایمانی عہد اور ایسا ہی مخلوق کی تمام امانتوں اور عہد کی حتی الوسع رعایت رکھے یعنی ان کے دقیق در دقیق پہلوؤں پر تابمقدور کاربند ہو جائے۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 209-211)

ارشادِ باری تعالیٰ

بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۷۷﴾

(آل عمران: 77)

ترجمہ: ہاں، کیوں نہیں! جس نے بھی اپنے عہد کو پورا کیا اور تقویٰ اختیار کیا تو اللہ متقیوں سے محبت کرنے والا ہے۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

اپنے عہد کو پورا کرو

آج کل کے معاشرے میں ایک یہ بھی بیماری عام ہے کہ بات کرو تو مکر جاؤ، وعدہ کرو تو اسے پورا کرنے میں ٹال مٹول سے کام لو، جب کوئی عہد کرو تو اس کو توڑنے کے بہانے تلاش کرو کیونکہ دوسری طرف بہتر مفاد نظر آ رہا ہوتا ہے اور یہ باتیں انفرادی طور پر بھی اور جہاں پانچ دس افراد اکٹھے مل کر کام کر رہے ہوں، کوئی مشترکہ کاروبار ہو وہاں بھی اور بدقسمتی سے ملک سے ملک بھی جب معاہدے کرتے ہیں تو بدعہدی اور زیادتی کر رہے ہوتے ہیں۔ خاص طور پر جب کسی امیر ملک اور غریب ملک میں کوئی معاہدہ ہو تو بعض دفعہ اپنے مفاد منوانے کی خاطر دباؤ ڈالتے ہیں اور اگر دباؤ میں آنے سے کوئی انکاری ہو تو پھر معاہدوں میں بدعہدیاں شروع ہو جاتی ہیں تو بہرحال یہ ایک ایسی برائی ہے جو شخصی معاہدوں سے لے کر بین الاقوامی معاہدوں تک حاوی ہے، سب تک پھیلی ہوئی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ہم سے کیا چاہتا ہے۔ فرمایا اگر تم میری محبت چاہتے ہو، یہ چاہتے ہو کہ میں تم سے راضی رہوں، یہ چاہتے ہو کہ میں تمہاری دعاؤں کو سنوں تو تقویٰ اختیار کرو، مجھ سے ڈرو، میری تعلیم پر عمل کرو اور تعلیم میں سے بھی ایک بہت اہم تعلیم اپنے عہد کو پورا کرنا ہے، اپنے وعدوں کا پاس رکھنا ہے۔

(خطبہ جمعہ 27 فروری 2004ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

ایک اور درخواست

بعض دوست و خواتین اپنے مضامین کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے کرام کے ارشادات سے مزین کرتے وقت ارشاد سے قبل اس کے تسلسل میں، اور، پھر، پس، مگر، لیکن، کیونکہ، تو اور بہرحال وغیرہ کے الفاظ سے ارشاد کا آغاز کرتے ہیں۔ یہ الفاظ تو سابقہ مضمون کے تسلسل میں بطور لاحقہ کے استعمال ہوتے ہیں۔ چونکہ آپ ایک ایسا ارشاد پیش کرنے جا رہے ہیں جس کا تعلق آپ کی اپنی تحریر سے ہے اور سابقہ مضمون سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا اس لیے ان زائد الفاظ کو حذف کر دیا کریں۔ نیز ''بمعہ'' لکھنا غلط العام ہے۔ ''مع'' کافی ہے ''با'' کے معنی بھی ''مع'' کے ہی ہوتے ہیں۔ کان اللہ معکم

ایڈیٹر الفضل آن لائن

اس شمارہ میں

- ہوا رب مہرباں میں نے کبھی جو حرف ماں لکھا (منظوم)
- ماہ اگست میں موصول ہونے والے قارئین الفضل کی آراء وتبصرے
- حضرت میاں احمد الدین رضی اللہ عنہ۔ گولیکی ضلع گجرات
- کیا صرف مسلمانوں کو السلام علیکم کہنا اور اس کا جواب دینا چاہئے؟
- انبیاء کا انکار اور اللہ کی آزمائشوں کی یلغار
- آؤ! اُردو سیکھیں

دربارِ خلافت

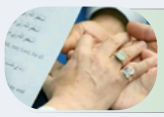

مسجد بیت الاحد، جاپان کی تعمیر اور جماعت جاپان کی مالی قربانیاں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

جیسا کہ مَیں نے کہا تھا کہ مسجد کے بارے میں کچھ تفصیل بتاؤں گا۔ جو تفصیل میرے سامنے آئی ہے، وہ اس وقت سامنے رکھتا ہوں۔ پرانا جو مشن ہاؤس 1981ء میں خریدا گیا تھا، اُس کی تفصیلات بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ ایک چھوٹا سا مکان تھا۔ لیکن بہر حال مسجد بیت الاحد کا رقبہ تقریباً تین ہزار مربع میٹر ہے اور ساٹھ فیصد حصہ مسقّف ہے، چھتا ہوا ہے۔ نماز کا ہال ہے جس میں بیک وقت پانچ سو نمازی نماز ادا کر سکتے ہیں۔ کمرے اور رہائشی کوارٹرز ہیں، تقریباً آٹھ لاکھ ڈالر میں اخراجات سمیت اس کی خرید کی گئی ہے۔

بہر حال جب آپ کو توجہ دلائی گئی کہ نیا مرکز خریدیں تو جیسا کہ پہلے میں ذکر کر چکا ہوں، جماعت جاپان نے مالی قربانیاں کیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ جگہ خرید لی۔ چھوٹی سی جماعت ہے لیکن اللہ کے فضل سے بڑی قربانی کی ہے، اس لحاظ سے بہت سے لوگوں نے بڑی بڑی رقمیں ادا کی ہیں۔ بچوں نے اپنے جیب خرچ ادا کئے، عورتوں نے اپنے زیور ادا کئے اور بعض نے اپنے پاکستان میں گھر بیچ کر رقمیں ادا کیں یا کوئی جائیداد بیچ کر رقم ادا کی۔ بعض نے اپنے قیمتی اور عزیز زیور، پرانے بزرگوں سے ملے ہوئے زیور، بیچ کر مسجد کے لئے قیمت ادا کی۔ غرض کہ مالی قربانیوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک دوسرے سے بڑھ کر قربانی کرنے کی آپ نے کوشش کی اور پیش کیں۔ اللہ تعالیٰ یہ سب مالی قربانیاں قبول فرمائے اور آپ لوگوں کے اموال و نفوس میں بے انتہا برکت عطا فرمائے۔

اب جیسا کہ مَیں نے کہا تھا مسجد کی جو رجسٹریشن ہے وہ آخری مراحل میں ہے، اگر پہلے ہو جاتی تو شاید یہ جمعہ وہیں ہوتا، لیکن ان شاء اللہ تعالیٰ امید ہے جلد مل جائے گی۔ اور کہتے ہیں کہ جن جاپانی وکیل کا میں نے ذکر کیا ہے، اگر وہ بھی فیس لیتے تو کم از کم بیس ہزار ڈالر فیس ہوتی۔ تو یہ بھی اُن کا بڑا احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ اُن کو جزا دے۔

پس یہ مسجد کی جو کوشش ہے، یہ آپ نے چند مہینوں میں کی۔ ان کوائف سے ظاہر ہو گیا کہ جو مسجد کی جگہ ملی ہے یہ غیر معمولی طور پر ایک تو قربانیاں جو آپ نے کیں وہ تو کیں، اس کے ملنے کی جو تاریخ ہے وہ بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بغیر کسی سوچ کے اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور ایک دم انتظام ہو گیا۔ اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ یہ جگہ ملنا آپ کی کوششوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا ثمرہ ہے۔ اتنی وسیع جگہ آپ کو مل گئی ہے۔ ایسی جگہ ہے کہ میرے خیال میں چند ماہ پہلے تک تو آپ میں سے بعض تصور بھی نہیں کر سکتے ہوں گے کہ یہ جگہ مل سکتی ہے۔ پس یہ چیز ہمیں اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے والا بنانے والی ہو۔

لیکن اس کے ساتھ میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ یہ فضل جو آج جماعت احمدیہ پر دنیا میں ہر جگہ ہو رہے ہیں، یہ دشمنانِ احمدیت کے اُن بلند بانگ دعووں کا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ہے، اور جماعت احمدیہ کے حق میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اُس کی تائید کا فعلی اظہار ہے، جو دشمن نے خلافت ثانیہ میں کئے تھے کہ ہم قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے اور احمدیت کو نعوذ باللہ ختم کر دیں گے۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 6 صفحہ 177)

اُس وقت حضرت مصلح موعود نے تحریکِ جدید کی بنیاد رکھی تھی اور فرمایا تھا کہ اس کا جواب تبلیغ اور دنیا میں پھیل جانا ہے۔

(ماخوذ از خطبہ جمعہ فرمودہ 23 نومبر 1934ء الفضل قادیان جلد 22 نمبر 66 مؤرخہ 29 نومبر 1934 صفحہ 113-114)

چنانچہ احبابِ جماعت نے اُس وقت بھی مالی قربانیاں دیں اور دنیا میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام بھی پھیلنا شروع ہوا۔ مبلغین باہر گئے، مسجدیں بنیں اور انسانیت کی خدمت کے دوسرے کام بھی ہونے شروع ہوئے۔ ہسپتال بنے، سکول بنے۔ قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجانے والے جو تھے اُن کا تو پتہ نہیں نام و نشان بھی ہے کہ نہیں لیکن جماعت احمدیہ آج دنیا کے دو سو سے اوپر ممالک میں موجود ہے۔ ہر سال مسجدیں بھی بن رہی ہیں اور لاکھوں لوگ اسلام میں احمدیت کے ذریعہ شامل بھی ہو رہے ہیں۔ اس سال اللہ تعالیٰ نے مسجد کی صورت میں آپ کو، جماعت احمدیہ جاپان کو بھی ایک انعام سے نوازا ہے جس کا بظاہر ملنے کا فوری طور پر کوئی امکان بھی نہیں تھا، جیسا کہ مَیں بتا چکا ہوں۔ پس ہمارے سر اللہ تعالیٰ کے اس فضل پر جھکتے چلے جانے چاہئیں اور اس کا حقیقی حق جیسا کہ میں نے کہا یہی ہے کہ اپنے اندر ایک ایسی پاک تبدیلی پیدا کریں جو اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(خطبہ جمعہ 8؍ نومبر 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

خدا کے بعد ماں کو رحمتوں کا سائباں لکھا

محبت کا جہاں لکھا، وفاؤں کا سماں لکھا
ہوا ربّ مہرباں میں نے کبھی جو حرفِ ماں لکھا

ہمیشہ عظمتوں کا ماں کو میں نے اک نشاں دیکھا
محبت کے ستارے کو ہمیشہ ضوفشاں لکھا

یہ میں نے معجزہ ماں کی دعا کا بالیقیں پایا
مقدّر میں مرے ربّ نے زمیں کو آسماں لکھا

کبھی ہوتی نہیں ناراض، ہو کر بھی خفا مجھ سے
خدا کے بعد ماں کو رحمتوں کا سائباں لکھا

سلامت رکھے میرا رب سدا سایہ مری ماں کا
ہمارے گھر کی زینت کو چمن کا باغباں لکھا

کروں خدمت دل و جاں سے، رہے راضی خدا میرا
خدا نے ماں کے ہی قدموں تلے باغِ جناں لکھا

خطاؤں پر مری کرتی رہی ہے در گزر ہر پل
مری نوکِ قلم نے ماں کو، بشریٰ! مہرباں لکھا

بشریٰ سعید عاطف۔ مالٹا

اداریہ

ماہ اگست میں موصول ہونے والے قارئین الفضل کی آراء و تبصرے

قسط 9

پیارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ انگلستان کے دوسرے روز کے خطاب میں روزنامہ الفضل آن لائن لندن کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

’’روزنامہ الفضل آن لائن شائع ہو رہا ہے یہاں سے۔انسٹاگرام اور ٹویٹر اور فیس بک کے ذریعہ سے۔ اس کی بھی کہتے ہیں فیس بک اسٹیٹس اور پی ڈی ایف کے ذریعے چار لاکھ سے زائد تک پہنچ چکی ہے قارئین کی تعداد‘‘

نئی روح پھونک دی گئی ہو

ماشاء اللہ !مورخہ 26 جولائی کے شمارے میں الفضل کی تاریخ پڑھ کر ایسا لگا جیسے اس اخبار کی خدمت کے لیے ایک نئی روح پھونک دی گئی ہو۔اللہ تعالیٰ ایڈیٹر صاحب اور ان کی ٹیم کو خلیفہ وقت کا حقیقی سلطان نصیر بنائے آمین۔

(وقار بھٹی)

انتہائی معلوماتی اور یاد رکھنے کے قابل مضمون

مورخہ 26 جولائی کے شمارے میں الفضل کی تاریخ کے سمندر کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔انتہائی معلوماتی اور یاد رکھنے کے قابل مضمون ہیں۔

مضامین بہت عمدہ اور سبق آموز

محرم کے سلسلے میں شائع ہونے والے مضامین بہت عمدہ اور سبق آموز تھے۔لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ کے حوالے سے بہت اچھے مضامین لکھے گئے۔اللہ کرے ہم ان خوش نصیب صحابیات کے نقشِ قدم پر چلنے والی بن سکیں اور اپنے پیارے آقا کے ہر حکم پر عمل کرنے والی ہوں۔آمین۔

(خالدہ نزہت۔ آسٹریلیا)

منفرد تاریخ اور سیر حاصل

جلسہ سالانہ نمبرز بابت ذیلی تنظیمیں شاندار، منفرد، تاریخی اور سیر حاصل تھے۔

(امۃ الباری ناصر۔امریکہ)

غم بانٹ لیا ہو

حضرت حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کی پاکیزہ یادوں پر مشتمل اداریے نے پڑھنے کا مزہ بھی دیا اور درد بھی۔ہر سال یہ المناک تاریخ دہرانا تکلیف دہ تو ہوتا ہے مگر جماعتی اخبارات میں تحریرات پڑھنے کے بعد محسوس ہوتا ہے کہ جیسے کسی کے ساتھ بیٹھ کر یہ غم بانٹ لیا ہو۔اللہ تعالیٰ لکھنے والوں کو جزا دے۔ آمین۔

(نبیلہ رفیق۔ ناروے)

اداریوں نے رلا دیا

مورخہ 4 اگست و 6 اگست کی اشاعت میں ’’حسن اور حسین جوانان جنت کے سردار اور دنیا کے میرے دو پھول ہیں‘‘ان اداریوں نے آج پھر رلا دیا۔اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے جو ہمیں پڑھنے کے لیے اتنا قیمتی مواد دیتے ہیں۔

2۔ہر اداریہ ہی سبق آموز

الفضل نے نئے ہجری سال کی مبارک باد دی۔آپ کو اور آپ کی ٹیم کو بھی دل کی گہرائیوں سے بہت بہت مبارک۔محرم الحرام کی مناسبت سے جو دعائیں شائع ہوئیں انہوں نے بہت فائدہ دیا۔میں بہت کچھ سیکھتی ہوں۔ہر اداریہ ہی میرے لیے سبق آموز ہوتا ہے جس سے میں سیکھتی رہتی ہوں۔اللہ آپ کو جزائے خیر دے آمین۔

(صفیہ بشیر سامی۔لندن)

قابلِ قدر تحریرات

ماشاءاللہ ! تنظیمی سطح پر اہمیت و ذمہ داریوں کے عناوین کے تحت انتہائی قابلِ قدر تحریرات شائع ہو رہی ہیں۔

(رحمت اللہ بندیشہ۔ جرمنی)

عربی ام الالسنہ

مورخہ 29 جولائی کے شمارے میں ’’محرم الحرام اور چند دعائیں‘‘ کے زیرعنوان کچھ دعائیں درج ہیں۔ان میں کبر کا ترجمہ بڑھاپے کے عوارض ہونا چاہیے۔ایڈیٹر صاحب نے اس کے جواب میں کہا’’عربی ام الالسنہ ہے اور اس کے کئی بطن ہیں۔تکبر ترجمہ کرنا بھی غلط نہیں ہے‘‘

(رانا منظور احمد۔کینیڈا)

نئی جہت کا اخبار اور بہترین روحانی مائدہ

الفضل آن لائن آپ کی ادارت میں ایک نئی جہت کا اخبار اور بہترین روحانی مائدہ بن گیا ہے۔اس میں ضرور پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعائیں اور راہنمائی شامل حال ہوگی۔الفضل نے تنظیمی عہد کے بیان کا سلسلہ شروع کر کے قارئین کو عمل پیرا ہونے کی طرف توجہ دلائی ہے۔اللہ تعالیٰ یقیناً اس کے مفید نتائج پیدا فرمائے گا۔ان شاءاللہ۔

(منیر مسعود)

قابل ستائش

13 اگست کے شمارے میں یوم آزادی پاکستان کے موقع پر تین مضامین اور جناب ثاقب زیروی کی نظم قابل ستائش اور آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہیں۔

(ابن ایف آر بسمل)

قابل تحسین آئیڈیا

ذیلی تنظیموں کے حوالہ سے خصوصی نمبرز کی اشاعت قابل تحسین آئیڈیا تھا جسے آپ کی ٹیم اور مصنفین کی محنت نے شاندار مقام پر پہنچایا۔مضامین کے عقب میں تنظیمی جھنڈا کا عکس بہت بھلا دکھائی دیتا تھا۔الغرض کہ ہر پہلو سے خصوصی نمبرز کو خاص بنایا گیا۔

(ثمرہ خالد۔ جرمنی)

الفضل کے مضامین علم و عرفان میں ڈوبے لیکن عام فہم

الفضل آن لائن اپنے مضامین کے لحاظ سے نہایت معلوماتی اور سبق آموز ہے۔ہر مضمون علم میں اضافے کا موجب ہے۔الفضل کی تصانیف علم و عرفان اور فصاحت میں ڈوبی ہوتی ہیں لیکن اتنی عام فہم ہوتی ہیں کہ قارئین کو سمجھنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی جس کے لیے ہم الفضل کے نہایت ممنون ہیں۔

(سیدہ ثریا صادق۔ برطانیہ)

کمال مساعی

ماشاء اللہ کمال مساعی ہے ادارہ الفضل آن لائن کی۔ہر موقع کی مناسبت سے، ہر تاریخی دن کے حوالہ سے تمام قارئین کے لیے قیمتی مواد مہیا کرنا اور ساری توجہ الفضل کی طرف کھینچ لینے کے تعلق سے ہمارا پیارا اخبار روزنامہ الفضل خاص اہمیت کا حامل ہے۔ جَزَاکُمُ اللّٰہُ خَیْرًا۔

(امۃ الشافی رومی۔ قادیان)

دعا کا تحفہ

دین و دنیا کی بھلائی کی دُعا

خادم رسول حضرت انسؓ سے پوچھا گیا کہ رسول کریم ﷺ سب سے زیادہ کونسی دُعا پڑھتے تھے؟انہوں نے بتایا یہ دُعا:(جو تشہد کے بعد پڑھی جاتی ہے)

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

(بخاری کتاب الدعوات)

ترجمہ:۔اے اللہ! ہمارے ربّ ہمیں دنیا میں بھی نیکی عطا کر اور آخرت میں بھی۔اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

(مناجات رسولؐ از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 65-66)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔جرمنی

غلام مصباح بلوچ۔ استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا

حضرت میاں احمد الدین رضی اللہ عنہ۔ گولیکی ضلع گجرات

حضرت میاں احمد الدین رضی اللہ عنہ ولد حضرت حیات محمد صاحب گولیکی ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ آپ 1891ء میں پیدا ہوئے اور چونکہ ایک دیندار گھرانے میں آنکھ کھولی تھی اس لحاظ سے شروع سے ہی نیک عادات کی طرف ہی میلان رہا۔ حضرت قاضی ظہور الدین اکمل رضی اللہ عنہ (وفات: 27/ستمبر 1966ء) آپ کی ابتدائی زندگی کے متعلق لکھتے ہیں:

”میاں احمد الدین کے دادا بھی اذان دیا کرتے تھے۔ والد حیات نام بھی احمدی تھے.... میاں احمد الدین کو دینیات کی تحصیل کا بہت شوق تھا مگر عربی الفاظ زبان پر نہ چڑھتے تھے۔ یہ دن کو اپنا کام ہاتھوں سے کرتے اور زبان سے سبق دُہراتے اور یاد کرتے رہتے اور نماز یاد کر کے اس کے سخت پابند ہو گئے۔ میں بیمار تھا، یہ بعض دوسرے دینی شغف و شوق رکھنے والوں کے ساتھ بیٹھک میں آ جاتے وہاں میں نے ان کو اردو کی حروف شناسی کرائی اور احمدیت کے مسائل خصوصی بتائے، اُن کے دلائل سمجھائے اور یاد کرائے۔ یہ اور چار پانچ دوسرے لڑکے مسجد میں باجماعت نماز پڑھتے، نمازیوں کے لیے وضو کے پانی کا اہتمام کرتے، وقت پر اذان دلاتے اور پھر یہاں تک کہ عشاء کے بعد مسجد میں ہی ساتھ ہی صُفّے پر سونا شروع کر دیا تا کہ تہجد کی نماز سحری کے وقت باقاعدہ مسجد میں ادا کر سکیں۔ میں نے ایک رسالہ ”عقائد الاحمدیہ“ اردو میں لکھا جس میں احمدیت کے تمام عقائد دلائل کے ساتھ درج کیے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور علاماتِ قیامت، خروج یاجوج ماجوج اور دجال کی حقیقت واضح کی تھی، حضرت والد بزرگوار نے اُسے پنجابی نظم میں کیا اور احمد الدین مرحوم نے اُسے پڑھنا اور زبانی یاد کرنا شروع کر دیا۔ یہ تمام دن اپنے کام کے ساتھ اُسی کو رٹتے رہتے اور دوسروں کو سنا سنا کر تبلیغ کا حق ادا کرتے رہتے۔ یہ احمدی تو پہلے ہی تھے، 1906ء میں مَیں چند روز کے لیے گولیکی آیا تھا تو جلسہ سالانہ پر دسمبر میں میرے ساتھ پہلی بار قادیان آئے اور یہاں حضور کے ہاتھ پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ اس کے بعد کئی بار قادیان آئے ....“

(الفضل 18/ستمبر 1957ء صفحہ 5)

حضرت میاں احمد الدین صاحبؓ کی بیان کردہ مختصر روایات رجسٹر روایات صحابہ میں موجود ہیں، آپ بیان کرتے ہیں:

(1) میرے ساتھ تین اشخاص میرے علاقہ کے قادیان آئے تھے اور ہم جب قادیان آئے تھے تو ہم نے حضور کے پیچھے نماز شاید ظہر یا عصر ادا کی اور ہم نے پہلے سے درخواست بیعت دی ہوئی تھی۔ حضور نے نماز کے بعد فرمایا کہ اگر کسی دوست نے بیعت کرنی ہو تو وہ کر لیں، تو ہم دو دوستوں نے بیعت کی۔ بیعت لینے سے پہلے حضورؑ چوکڑی مار کر رونق افروز ہوئے۔ پھر ہم نے حضور کی بیعت کی۔ بیعت کے بعد ہم نے حضور کو بطور نذرانہ بتاشے دیئے تو حضور نے منظور فرمائے۔ بیعت کے وقت میری عمر تقریباً چودہ پندرہ سال تھی۔ میرے ساتھ قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل اور دو دوست اور تھے۔ اس کے بعد حضور علیہ السلام باتیں کرتے رہے اور ہم سُنتے رہے۔ پھر حضور علیہ السلام اپنے کمرہ میں تشریف لے گئے اور ہم بھی اپنے کمرہ میں آ گئے جہاں آج کل حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رہائش رکھتے ہیں۔ ہم کھانا بھی وہیں سے کھا لیا کرتے تھے اور وہاں پر رہا کرتے تھے۔

(2) بیعت کرنے کے بعد دوسرے دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے کمرہ میں سیڑھیوں کے ذریعہ تشریف لائے اور ہم سب جو کہ چارپائی پر بیٹھے تھے تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور اس مکان میں مولوی محمد احسن صاحب بھی رہا کرتے تھے تو مولوی صاحب نے کہا کہ حضور چارپائی پر تشریف رکھیے۔ حضور نے فرمایا کہ میں چارپائی پر نہیں بیٹھتا کیونکہ کیا میں چارپائی پر بیٹھوں اور تم نیچے۔ اس کے بعد حضورؑ نیچے بیٹھ گئے اور ہم بھی سب حضور کے ارد گرد بیٹھ گئے اور حضور باتیں کرتے رہے۔

(رجسٹر روایات صحابہ نمبر 7 صفحہ 50)

بعد ازاں آپ ہجرت کر کے قادیان آ گئے تھے اور محلہ دار البرکات میں رہائش رکھی اور خادم مسجد کے طور پر خدمت کرتے رہے۔ تقسیم ملک کے بعد ربوہ میں محلہ دار الرحمت غربی میں مقیم ہو گئے اور یہاں بھی اپنے محلہ کی مسجد میں مؤذن کے طور پر خدمات بجالاتے رہے۔ آپ نے 5/اگست 1957ء کو بعمر 66 سال وفات پائی اور بوجہ موصی (وصیت نمبر 2746) ہونے کے بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔ خبر وفات دیتے ہوئے اخبار الفضل نے لکھا:

”میاں احمد الدین صاحب مؤذن مسجد دار الرحمت غربی مورخہ 5/اگست 1957ء بروز سوموار صبح ساڑھے تین بجے فوت ہو گئے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ مرحوم متواتر پانچ ماہ تک بیمار رہے۔ بوقت وفات 66 برس کی عمر تھی۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر 1906ء میں بیعت کی۔ مرحوم نہایت مخلص خادم سلسلہ تھے۔ ربوہ کے مضافات میں نکل جاتے تھے اور سارا سارا دن تبلیغ کرتے تھے۔ چندہ میں ہمیشہ باقاعدہ تھے۔ اصل وطن گولیکی تھا، وہاں سے ہجرت کر کے قادیان آئے تھے اور محلہ دار البرکات میں خادم مسجد کا کام کرتے رہے۔ پارٹیشن پر ربوہ آ گئے تھے اور مرتے دم تک خدمت دین اور خدمت خلق کا کام کرتے رہے۔ مؤذن تھے آواز بہت بلند تھی۔ مرحوم کا جنازہ مولانا شمس صاحب نے پڑھایا جس میں بکثرت احباب شامل ہوئے اور ٹھیک 11 بجے قطعہ صحابہ میں ان کو دفن کیا گیا۔ احباب سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں اعلیٰ مراتب عطا کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔“

(الفضل 7/اگست 1957ء صفحہ 8)

حضرت اکمل صاحبؓ نے اپنے مضمون میں آپ کے ایک بیٹے محمد حسین تحسین صاحب مولوی فاضل کا ذکر کیا ہے کہ وہ تقسیم ملک کے بعد پاکستان آ کر فوت ہو گئے تھے۔ اسی طرح آپ کے ایک بھائی مکرم خوشی محمد صاحب کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے باڈی گارڈز میں خدمت کی توفیق ملی۔

سانحہ ارتحال

مکرم مسعود احمد طاہر۔ مبلغ سلسلہ گیمبیا مغربی افریقہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے والد مکرم ثناء اللہ ناصر بٹ ولد مکرم محمد دین مورخہ 11 ستمبر 2022ء بروز اتوار بعمر ستر سال بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ کی پیدائش 8/ اپریل 1952ء کو ضلع نارووال کے ایک گاؤں چندر کے منگولے میں ہوئی۔ آپ نے اپنی زندگی میں مختلف جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ جن میں سیکرٹری مال، سیکرٹری تحریک جدید، سیکرٹری تعلیم حلقہ شامل ہیں۔ موصوف ہردلعزیز اور بڑے نافع الناس وجود تھے۔ وفات کے وقت آپ چوک دانہ زید کا ضلع سیالکوٹ میں مقیم تھے۔ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ مورخہ 14 ستمبر 2022ء کو آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ آپ نے اپنے پیچھے اہلیہ کے علاوہ تین بیٹے سوگوار چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے، درجات بلند سے بلند تر کرتا چلا جائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ مرحوم کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور حامی و ناصر ہو۔ آمین

مساجد نمبر

نمائندگان سے ایک درخواست

الفضل آن لائن حضور انور ایدہ اللہ کی اجازت و دُعا سے جماعت احمدیہ میں تعمیر ہونے والی مساجد پر جلسہ سالانہ بھارت کے موقع پر خصوصی نمبر کی اشاعت کر رہا ہے۔ ان شاء اللہ

خاکسار نے جب دربار خلافت سے اس نیک کام کی اجازت چاہی تو حضور نے اپنے قلم مبارک سے **”اجازت ہے“** تحریر فرما کر اجازت مرحمت فرمائی۔

پہلے فیز پر تمام ممالک اور جزائر میں جماعت احمدیہ کی جو پہلی مسجد تعمیر ہوئی۔ اس کی مختصر تاریخ مع تصویر طبع کی جائے گی۔ لہٰذا آپ نمائندگان اپنے ہاں پہلی مسجد کی تصویر مع مختصر تعارف مورخہ 29اکتوبر 2022ء بروز ہفتہ تک Info@alfazlonline.org پر بھجوا کر ممنون فرماویں۔ مسجد کی تصویر صاف اور Pixel واضح ہوں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ

کان اللہ معکم و ایدکم

(ایڈیٹر الفضل آن لائن)

انصر رضا، واقفِ زندگی۔ نمائندہ الفضل آن لائن کینیڈا

کیا صرف مسلمانوں کو السلام علیکم کہنا اور اس کا جواب دینا چاہیئے؟

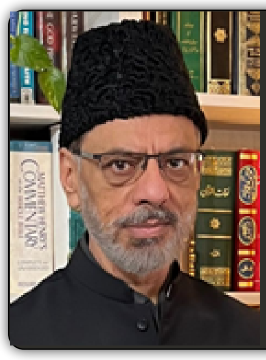

کچھ غیر احمدی مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ صرف مسلمانوں کو ہی سلام کرنا اور اس کا جواب دینا چاہیے۔ قرآن و سنّت سے ثابت ہے کہ یہ عقیدہ بالکل خلافِ اسلام ہے۔

سلام کا جواب اتنا ہی یا اس سے بھی بڑھ کر دینے کا حکم

وَ اِذَا حُیِّیۡتُمۡ بِتَحِیَّۃٍ فَحَیُّوۡا بِاَحۡسَنَ مِنۡہَاۤ اَوۡ رُدُّوۡہَا ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ حَسِیۡبًا

(النساء:87)

اور اگر تمہیں کوئی خیر سگالی کا تحفہ پیش کیا جائے تو اس سے بہتر پیش کیا کرو یا وہی لوٹا دو۔ یقیناً اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔

اس آیت میں یہ نہیں لکھا کہ صرف مسلمان ہمیں سلام کرے تو ہم اس کا جواب سلام سے دیں اور اگر کوئی غیر مسلم سلام کرے تو اسے جواب نہ دیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے مشرک باپ کو سلام

قَالَ سَلٰمٌ عَلَیۡکَ ۚ سَاَسۡتَغۡفِرُ لَکَ رَبِّیۡ ؕ اِنَّہٗ کَانَ بِیۡ حَفِیًّا

(مریم:48)

اس نے کہا تجھ پر سلام۔ میں ضرور اپنے ربّ سے تیرے لئے مغفرت طلب کروں گا۔ یقیناً وہ مجھ پر بہت مہربان ہے۔

اس آیت میں دو باتوں کا ذکر ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے مشرک باپ کو سلام کہنا اور اس کے لئے استغفار کا وعدہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے مشرک باپ کے لئے استغفار کرنے سے تو منع کیا لیکن کسی جگہ بھی اسے سلام کہنے سے منع نہیں کیا۔

جاہلوں کو جواب میں سلام کرنے کا حکم

وَ عِبَادُ الرَّحۡمٰنِ الَّذِیۡنَ یَمۡشُوۡنَ عَلَی الۡاَرۡضِ ہَوۡنًا وَّ اِذَا خَاطَبَہُمُ الۡجٰہِلُوۡنَ قَالُوۡا سَلٰمًا

(الفرقان:64)

اور رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے مخاطب ہوتے ہیں تو (جواباً) کہتے ہیں ”سلام“۔

لغو باتیں کرنے والوں کو سلام کرتے ہوئے ان سے اعراض کا حکم

وَ اِذَا سَمِعُوا اللَّغۡوَ اَعۡرَضُوۡا عَنۡہُ وَ قَالُوۡا لَنَاۤ اَعۡمَالُنَا وَ لَکُمۡ اَعۡمَالُکُمۡ ۫ سَلٰمٌ عَلَیۡکُمۡ ۫ لَا نَبۡتَغِی الۡجٰہِلِیۡنَ

(القصص:56)

اور جب وہ کسی لغو بات کو سنتے ہیں تو اس سے اعراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال۔ تم پر سلام ہو۔ ہم جاہلوں کی طرف رغبت نہیں رکھتے۔

کفار کو سلام کرتے ہوئے ان سے درگزر کا حکم

فَاصۡفَحۡ عَنۡہُمۡ وَ قُلۡ سَلٰمٌ ؕ فَسَوۡفَ یَعۡلَمُوۡنَ

(الزخرف:90)

پس تو ان سے درگزر کر اور کہہ: ”سلام“۔ پس عنقریب وہ جان لیں گے۔

اس آیت سے ماقبل آیات میں اللہ پر ایمان نہ لانے والوں کا ذکر کرکے ان پر حجت تمام کرنے کے بعد اُن سے درگزر کرنے اور سلام کہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ان واضح آیات کے باوجود غیر مسلموں کا سلام کرنے یا اُن کے سلام کا جواب نہ دینے کا عقیدہ رکھنا قرآن کو پیٹھ پیچھے پھینکنے کے مترادف ہے۔

نبی اکرمؐ کا مسلمانوں، یہود اور مشرکین کی مشترکہ مجلس کو سلام

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ...مَرَّ فِي مَجْلِسٍ فِيهِ أَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَالْمُشْرِكِينَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ، وَالْيَهُودِ... فَسَلَّمَ عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(بخاری کتاب الاستئذان باب التسلیم فی مجلس فیہ اخلاط من المسلمین و المشرکین)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس پر سے گزرے جس میں مسلمان، بت پرست، مشرک اور یہودی سب ہی شریک تھے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سب کو سلام کیا۔

اس حدیث سے واضح ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں، بت پرست مشرکوں اور یہودی کی مشترکہ مجلس کے تمام افراد کو سلام کرنے میں پہل کی۔ غیر احمدی مسلمان سُنن ابن ماجہ کتاب الادب باب رَدُّ السلامِ علی اھلِ ذِمّۃ اور مسند احمد مسند الشامیین میں عقبہ بن عامر الجھنی سے مروی ایک حدیث جس میں نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ کل میں سوار ہو کر یہود کی طرف جاؤں گا۔ تم اُن کو سلام میں پہل نہ کرنا۔ پس اگر وہ تم کو سلام کریں تو تم جواب میں وعلیکم کہہ دینا، سے استنباط کرتے ہیں کہ غیر مسلموں کو سلام میں پہل نہیں کرنی چاہیے۔ اوّل تو یہ استنباط مندرجہ بالا حدیث کے خلاف ہے۔ دوسرا اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عام حکم نہیں بلکہ ایک مخصوص واقعہ کا ذکر ہے جس میں نبی اکرم ﷺ نے صحابہؓ کو منع فرمایا کہ تم گفتگو میں پہل نہ کرنا۔ مزید یہ کہ اس میں صرف یہود کا ذکر ہے تمام غیر مسلموں کا نہیں اور یہود بھی وہ جو مدینہ میں رہتے تھے اور ان کی طرف نبی اکرم ﷺ کسی خاص مقصد کے لئے سوار ہو کر جا رہے تھے ورنہ مدینہ کے یہود تو روزانہ مسلمانوں سے ملتے رہتے تھے۔

اہل کتاب کے سلام کے جواب میں وعلیکم کہنے کا مطلب

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ، فَقُولُوا: وَعَلَيْكُمْ

(بخاری کتاب الاستئذان باب کیف یرد علی اھل الذمۃ السلام)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جب اہل کتاب تمہیں سلام کریں تو تم اس کے جواب میں وعلیکم کہو۔

بعض لوگ اس حدیث کا ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ جب اہل کتاب تمہیں سلام کریں تو اس کا جواب صرف وعلیکم سے دیا کرو۔ حالانکہ اس حدیث میں ایسا کوئی لفظ نہیں ہے جس کا ترجمہ ”صرف“ سے کیا جاسکے۔ بلکہ اس میں حرف ”فا“ کے ساتھ ”فقولوا وعلیکم“ کہا گیا ہے جس کا مطلب ہے ”پس کہا کرو اور تم پر بھی“۔ صحیح بخاری کتاب استِتَابۃِ المرتدین والمعاندین و قتالِھِم میں اس حدیث سے پہلے ذکر ہے کہ ایک یہودی نبی اکرم ﷺ کے پاس سے گزرا تو اُس نے آپ ﷺ کو ”السّام علیک“ کہا۔ اس پر آپ ﷺ نے اسے وعلیک کہا صحابہؓ نے کہا یا رسول اللہ! ہم اسے قتل نہ کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ جب اہل کتاب تمہیں سلام کیا کریں تو تم وعلیکم کہہ دیا کرو۔ مطلب یہ کہ اگر کوئی اہل کتاب شخص مسلمان پر سلامتی بھیج رہا ہوگا تو مسلمان بھی جواباً ”وعلیکم“ کہہ کر یہی کہہ رہا ہے کہ تم پر بھی سلامتی ہو۔ لیکن اگر کوئی شرارت سے السلام علیکم کی بجائے السام علیکم کہے جس کا مطلب ہے کہ تم پر موت آئے تب بھی وعلیکم کہہ کر یہی کہا جائے گا کہ تم پر بھی موت آئے۔

ہر شناسا اور اجنبی کو سلام کرنے کا حکم

أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَيُّ الْإِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ

(بخاری کتاب الایمان باب اطعام الطعام من الاسلام)

ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ کون سا اسلام بہتر ہے؟ فرمایا کہ تم کھانا کھلاؤ اور جس کو پہچانو اس کو بھی اور جس کو نہ پہچانو اس کو بھی۔

اس حدیث کے مطابق مسلمانوں کو ہر شخص کو سلام کرنا چاہیے چاہے اسے وہ جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔ یہ نہیں کہا گیا کہ پہلے اسے پوچھو کہ تم مسلمان ہو یا نہیں اور اگر وہ مسلمان ہو تو اسے سلام کرو ورنہ نہیں۔

قرآن و سنت اور احادیث کے ان حوالہ جات سے جہاں یہ معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو بلا تخصیص سب کو سلام کرنا چاہئے بلکہ پہل کرنی چاہئے وہاں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ غیر احمدی علماء نے خود ساختہ اور من گھڑت تشریحات و تعبیرات پر مبنی ایک الگ دین بنا کر اس کا نام اسلام رکھ دیا ہے جس کا قرآن و سنت میں موجود حقیقی اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

حنیف احمد محمود ۔ برطانیہ

انبیاء کا انکار اور اللہ کی آزمائشوں کی یلغار

کچھ تو آنکھیں کھولو۔ کچھ تو عبرت حاصل کرو !!!

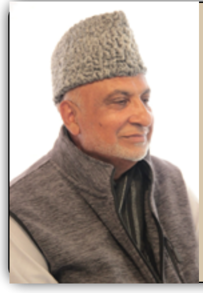

حالات حاضرہ پر ایک خصوصی تحریر

اللہ تعالیٰ بہت رحیم و کریم اور غفور ہے۔ وہ ذات باری تعالیٰ رحیمیت، کریمیت اور بے شمار صفات حسنہ کو جلوہ گر کر کے اپنی مخلوق پر ہمہ وقت سایہ فگن رہتی ہے۔ اس کی تمام صفات کا اگر بہت گہرائی سے مشاہدہ کیا جائے تو صفات باری تعالیٰ میں سے اکثر کا تعلق ایسی محبت اور شفقت سے کئی گنا بڑھ کر ہے جو ماں باپ اپنی اولاد سے روا رکھتے ہیں مثلاً اس کی صفات اَلسَّلَامُ، اَلْمُؤْمِنُ، اَلْعَفُوُّ اور اَلرَّؤُوْفُ، ہر آن جلوہ کناں نظر آئیں گی۔ صرف چند ایک صفات کا تعلق بدلہ لینے، انتقام لینے، سزا دینے، قَھَّار اور جَبَّار یعنی سختی کرنے سے ہے۔ بلکہ اہل لغت نے تو اپنے بندوں سے اللہ کے پیار بھرے تعلق کو دیکھتے ہوئے صفت جبار کے مناسب معنی تلاش کر لیے ہیں یعنی جوڑنے والا۔

میں نے ایک احمدی آرتھوپیڈک ڈاکٹر کے کلینک پر ''ھُوَالْجَبَّارُ'' لکھا ہوا دیکھا۔ تحقیق پر یہ عقدہ کھلا کہ صفت اَلْجَبَّارُ کے معنی جوڑنے والے کے بھی ہیں اور ڈاکٹر صاحب موصوف علی الاعلان یہ کہہ رہے تھے کہ ہم تو ٹوٹی ہوئی ہڈیاں جوڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اصل جوڑنے والا تو جَبَّار خدا ہے۔ یہ تو فُٹ نوٹ کے طور پر بات درمیان میں آ گئی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس مضمون کو اپنے ایک خطبہ جمعہ میں یوں بیان فرمایا ہے کہ

''جب یہ لفظ (جَبَّار) اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال ہو، اللہ تعالیٰ کی صفت کے طور پر استعمال ہو تو اس کا مطلب اصلاح کرنے والا ہوتا ہے۔۔۔ وَاجْبُرْنِیْ اور میرے بگڑے کام سنوار دے۔۔۔ وَاجْبُرْنِیْ کے حوالے سے میرے روحانی، جسمانی، مادی جتنے بھی معاملات ہیں ان کی اصلاح فرما اور میرے سب کام اس حوالے سے سنوار دے''

(خطبہ جمعہ 23/ مئی 2008ء)

اصل بات تو خدا تعالیٰ کی رحیمیت، یعنی اس کی اپنے بندوں سے مشفقانہ سلوک کی ہو رہی تھی۔ ہم انفرادی اور اجتماعی طور پر خدا کی ان صفات کے حوالے سے خدا تعالیٰ کے اپنے بندوں سے پیار بھرے سلوک کو دیکھتے رہتے ہیں۔ انفرادی طور پر ہم معاشرے میں بہت سے ایسے افراد کو جانتے ہیں جو ظالم ہوتے ہیں اور معاشرہ ان کے ہاتھوں بد امنی کا شکار ہو رہا ہوتا ہے۔ ہر طرف لڑائی، مار دھاڑ اور غنڈوں کا راج ہوتا ہے۔ مگر ان کا خالق اللہ تعالیٰ انہیں سزا دینے کی بجائے ڈھیل دیتا چلا جاتا ہے۔ یہی کیفیت اجتماعی طور پر غلطیوں پر غلطیاں کرنے والی قوم کے ساتھ ہم دیکھتے ہیں۔ خدا مسلسل ان کی خطاؤں پر پردہ ڈالتا، مہلت دیتا اور تباہی سے بچاتا چلا جاتا ہے۔ قرآن کریم کو بنیاد بنا کر اسلامی تاریخ کا مطالعہ کریں تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ انبیاء اور اللہ کے فرستادوں کے انکار پر عذاب فوراً نہیں آیا کرتا بلکہ خدا اس قوم کو عذاب الٰہی کا مزہ اس وقت تک نہیں چکھاتا جب تک وہ اللہ کے فرستادوں اور ان کے ماننے والوں کا دنیا میں جینا حرام نہ کر دیں۔ پھر جب وہ ایسی قوموں کو ہلاک کرتا ہے تو ان حالات میں اپنے فرستادوں اور نیک بندوں کی خود حفاظت فرماتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ ''غور کرو کہ اس کے کرم اور رحم کی کیسی عظیم الشان صفت ہے۔ یہ بالکل سچ ہے کہ اگر وہ (اللہ تعالیٰ) مؤاخذہ پر آئے تو سب کو تباہ کر دے لیکن اس کا کرم اور رحم بہت ہی وسیع ہے اور اس کے غضب پر سبقت رکھتا ہے۔''

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 179 ایڈیشن 1985ء)

اللہ کی ناراضگی کے آثار قوموں میں نمایاں طور پر دیکھنے کو ملتے ہیں۔ کبھی زلزلوں کی آفات، کبھی موسموں کی شدّت میں اضافہ، بارشوں کی بہتات اور اس کے ساتھ بپھرے ہوئے پانی کے ریلوں اور سیلابوں کا اتر آنا۔ گاؤں کے گاؤں ساتھ بہا کر لے جانا گویا۔ قیمتی جانیں، مویشی، گھر بار، فصلوں کی تباہی، بیماریوں اور بھوک، غربت اور افلاس کی بہتات الغرض اس زمین کو ارضی و سماوی آفات کا گھیر لینا عذاب الٰہی کے نشان کو ظاہر کرتا ہے۔

اس وقت پاکستان میں خیبر پختونخواہ، سندھ، بلوچستان اور جنوبی پنجاب کی قوم کو جس سیلاب کا سامنا ہے اسے اُم الآفات کا نام دیا جا رہا ہے۔ پانی کی بے رحم لہروں نے ملک کا 70 فیصد حصہ اجاڑ کر رکھ دیا ہے۔ سوا تین کروڑ انسان اپنے گھروں سے بے گھر ہو کر کھلے آسمان تلے بیٹھے ہیں۔ فصلیں تباہ ہو چکی ہیں۔ کاروبار اجڑ گئے ہیں۔ پانی کی منہ زور لہریں مارکیٹوں کی مارکیٹیں اور گھروں کے گھر آناً فاناً بہا کر لے گئیں۔ ہزار سے اوپر لوگ دریا برد ہو گئے۔ لاکھوں جانور پانی بہا کر لے گیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس ملک میں بہت سی آفات آئیں مگر اتنی بڑی آفت اس سے پہلے دیکھنے کو نہیں ملی۔

ملک کی یہ کیفیت ہے کہ وہ مملکت خداداد جو کلمہ طیبہ کے نام پر لاکھوں افراد کی قربانیوں کے عوض حاصل کی گئی تھی آج اسی دھرتی میں کلمہ طیبہ خود بے حرمتی کا شکار نظر آتا ہے۔ انسان کی انسان سے نفرت، فرقہ وارانہ دشمنیاں، ایک مذہبی گروپ کا دوسرے مذہبی گروپ اور ایک سیاسی جماعت کا دوسری سیاسی جماعت کے خلاف نعرے بازی، قتل و غارت، فساد، محبتوں اور دلوں کی دوریاں معاشرے کا ایک بڑا جزو بن چکی ہیں۔ کفر کے فتوے بیچنے کی فیکٹریاں اور دکانیں لگ گئی ہیں۔ چند روپوں کے عوض اور مخصوص مفادات کے لیے فتوے فروخت کئے جاتے ہیں اور قتل و مار دھاڑ کے فتوؤں کے اڈے جابجا نظر آتے ہیں۔ نام کے مسلمان ہیں مگر ہر وہ برائی اور بدی جو قرآن کریم اور احادیث میں اخلاق سئیہ کے ابواب کے تحت مذکور ہے وہ قوم کی عادات کا حصہ بن چکی ہیں۔

ایک زمانہ تھا جب قوم کے اندر پیدا ہونے والی برائیوں کا اظہار منہ سے کرتے ہوئے یا نوک قلم پر لانے سے گھبراہٹ یا شرم محسوس کی جاتی تھی جیسے سابق صدر آزاد کشمیر سردار عبد القیوم نے سنہ 2010ء کے زلزلے کی تباہی کو عذاب الٰہی کہہ کر اسے آزمائش کے نام میں بدل دیا تھا۔ مگر اب دردمند افراد، ادارے، اینکر حضرات اور وی لاگرز کھلے عام اپنے پروگرامز میں ان غیر اسلامی تعلیمات اور برائیوں کے خلاف بولتے نظر آئیں گے جو قوم کے اکثر حصہ میں رواج پا گئی ہیں۔ لوگ آڈیو اور ویڈیو میسجز کے ذریعے اظہار کر رہے ہیں کہ یہ ہمارے اپنے کرتوتوں اور معصوم لوگوں پر ظلم کرنے کی وجہ سے عذاب الٰہی نازل ہوا ہے۔ ان واٹس ایپ میسجز میں سے ایک وائرل ویڈیو میسج کا ٹرانسکرائب یوں ہے کہ:

''اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ سارے لوگ مسجدوں میں چلے جائیں گے اور نماز، روزے، حج، زکوٰۃ کے علاوہ ان کے پاس کرنے کو کوئی کام نہیں ہوگا اور ایسے سارے نیک لوگوں کے لیے دودھ کی نہریں جاری ہوں گی اور من وسلویٰ اترے گا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ ہم نے اپنی زندگیوں کو اسلامی اصولوں کے مطابق بسر کرنا ہے اور دنیا کو دکھانا ہے کہ اسلام یہ ہوتا ہے اور ایسے ہوتے ہیں مسلمان۔ لیکن اب جو ہمارا حال ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ دنیا بھر کی دو نمبری کوئی ہم سے سیکھے یعنی دو نمبری تو جیسے ہمارا قومی برانڈ بنتی جا رہی ہے۔ شہد میں شیرہ، دودھ میں پانی، گھی میں غیر معیاری کیمیکل اور مرغیوں کی انتڑیاں، ہلدی میں سستا مصنوعی رنگ، سرخ مرچوں میں اینٹوں کا بورا، کالی مرچ میں گھوڑے کا دانہ اور پپیتے کے بیج، جوس میں جعلی رنگ اور نقلی فلیورز، چائے کی پتی میں کالے چنے کے چھلکے، آٹے میں ریتی، چنے کے آٹے میں لکڑی کا برادہ، پھلوں کو سکرین ملے پانی کے انجکشن، سبزیوں پر رنگ، پٹرول میں گندا تیل اور پانی، بچوں کی ٹافیوں میں زہر آلود مٹیریل، بکرے کے گوشت کو پانی کے ٹیکے لگا کر اس کا وزن زیادہ کرنا، گائے کو یوریا کھاد کے زہریلے ٹیکے لگا کر دودھ زیادہ کرنا، شوارمے کے گوشت میں کتے گدھے اور مری ہوئی مرغیوں کا گوشت شامل کرنا، اب تو یہ خبریں بھی ہیں کہ شادیوں پر مری ہوئی مرغیوں کا گوشت شامل کرنا اور ہوٹلوں، ریسٹورانوں میں بکرے کے گوشت میں گدھے کا گوشت شامل کرنے کا رواج بھی عام ہوگیا ہے، منرل واٹر میں نلکے کا پانی، جعلی سرف، جعلی صابن، جعلی شیمپو لیکن اصلی نام کے ٹیگز کے ساتھ، دو نمبر دوائیاں لیکن اصلی پیکنگ میں۔ ہسپتالوں میں مریضوں کے گردے نکال کر بیچتے ہیں۔ دل کے آپریشن میں جعلی اور سستے پلاسٹک کے اسٹنٹ ڈالتے ہیں۔ میاں بیوی میں جھگڑے، ماں باپ کی نافرمانی، رشتہ داروں سے قطع رحمی، پڑوسیوں سے بدسلوکی، اساتذہ کے ساتھ بدتمیزی، آپس کی محبت میں دھوکہ، ایمان میں منافقت، ناپ تول میں کمی، ٹھیکوں میں رشوت اور اس وجہ سے بننے والی عمارتوں، پلوں اور سڑکوں کی ناقص تعمیر، نوکری میں سفارش، کاروبار میں ہیرا پھیری، امیری میں تکبر، غریبی میں ناشکرا پن، علم پر غرور اور بغیر عمل کے علم، عبادت میں ریاکاری اور امارت میں دکھاوا۔ یہ ہیں ہمارے قومی عادات و اطوار اور چاہتے ہم یہ ہیں کہ اللہ کی رحمتیں ہم پر نازل ہوں یا اس بات کا واویلہ مچایا جاتا ہے کہ اللہ ہمارے حالات کیوں نہیں بدلتا یا اللہ ہماری دعائیں کیوں قبول نہیں کرتا۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔''

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال خود اپنی حالت کے بدلنے کا

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی
تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

اس دوست نے ان بدیوں اور برائیوں کی تعداد اس حد تک گنوا دیں ہیں کہ قرآن کریم میں ذکر تمام بدیوں کا احاطہ کرتی دکھائی دیتی ہیں۔ اسی سیلاب میں فلڈ ریلیف کے سامان کو مستحقین تک پہنچانے کی بجائے بازاروں میں بکتا دکھائی دے رہا ہے۔ اسی سیلاب کے دنوں میں جب ٹماٹروں کو ایران سے امپورٹ کیا گیا تو بعض مذہبی انتہا پسندوں نے ان ٹماٹروں کو شیعہ قرار دے کر سڑکوں پر بکھیر دیا۔ اسی مصیبت کے دوران مسلمان تاجروں نے منہ مانگے دام مانگے اور بہت منافع کمایا۔ انہی بازاروں میں ایک ہندو مسلمانوں کے مقابل پر روٹین کے داموں جب دودھ بیچتے لوگوں نے دیکھا تو اس ہندو کو مسلمان ہونے کی آفر کر دی جسے ہندو نے یہ کہہ کر رد کر دیں

کہ میں ہندو ہی ٹھیک ہوں۔

قرآن کے مفسرین اور مدبرین کہتے ہیں کہ جتنا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یہ ذکر کیا ہے کہ تم اس کائنات کو کیوں تسلیم نہیں کرتے اور غور وفکر کیوں نہیں کرتے۔ ستاروں کی گردش، دن اور رات کے آنے جانے پر غور وفکر کیوں نہیں کرتے یعنی کائنات پر جتنا غور وفکر کا بار بار کہا گیا ہے اتنی ہی دفعہ اپنے دل و دماغ کے اندر جھانکنے کی بات کی گئی ہے انفسھم یعنی اپنے اندر بھی جھانکو کیونکہ تبدیلی اصل میں اندر سے آنی ہے جتنا مشکل اس کائنات کو تسخیر کرنا ہے اس سے زیادہ مشکل اپنے آپ کو تسخیر کرنا ہے جس نے اپنے آپ کو تسخیر کرلیا اس نے دنیا کو تسخیر کرلیا کسی کا شعر ہے کہ

اگر اپنے دل پر نہیں حکمراں
مسخر ہو کس طرح سارا جہاں

آپ اپنے پانچ سے چھ فٹ کے جسم پر اگر تبدیلی نہیں لاسکتے تو پھر آپ کو کوئی حق نہیں ہے کہ آپ معاشرے میں تبدیلی کے خواب دیکھتے ہیں۔

ملکی حالات کی تباہیوں کو ایک شاعر نے نظم کی صورت یوں بیان کیا ہے۔

خدا ناراض کر بیٹھے یہ ہم سب کیا کر بیٹھے
بہت پرواز کر بیٹھے خدا ناراض کر بیٹھے
بہت مصروف رہتے تھے ہواؤں پر حکومت تھی
تکبر تھا کہ طاقت میں بلا کی بادشاہی تھی
سبھی مصروف تھے ایسے کہ اک ہستی بھلا بیٹھے
بہت پرواز کر بیٹھے خدا ناراض کر بیٹھے
مگن تھے اپنی دنیا میں سبھی بے خوف رہتے تھے
تیری ہستی بھلا کے ہم سبھی خاموش بیٹھے تھے
کوئی بے فکر تھا بیٹھا کوئی مصروف سازش تھا
کوئی تختوں پہ بیٹھا تھا کوئی دولت کا پیاسا تھا
کوئی خوابوں میں رہتا تھا کوئی ماضی میں بھٹکا تھا
کوئی تدبیر کرتا تھا کوئی تسخیر کرتا تھا
کہ ظلمت راج کرتی تھی خدا خاموش بیٹھا تھا
کوئی آنسو نہ چھلکا تھا کسی کا دل نہ تڑپا تھا
پھر اک ایسی وبا پھیلی فضاؤں اور ہواؤں میں
سبھی کچھ تھم گیا مالک تیری خلق خدائی میں
اب اس نے منہ جو پھیرا ہے فقط وحشت کا ڈیرہ ہے
کہ دنیا کی ہر بستی بھیانک موت چہرہ ہے
خدا منہ پھیر بیٹھا ہے اب اس کا گھر بھی خالی ہے
خدا ناراض بیٹھا ہے قہر دنیا پہ طاری ہے
ابھی بھی وقت ہے لوگو! خدا سے گڑگڑا کے تم
اسے راضی کرو لوگو! خودی اپنی مٹا کے تم
ابھی بھی وقت ہے لوگو! خدا راضی کرو لوگو!
ابھی توبہ کرو لوگو! نگاہیں نم کرو لوگو!
وہ جلدی مان جاتا ہے وہ اب بھی تم کو چاہتا ہے
وہ اب بھی تم کو چاہتا ہے وہ اب بھی تم کو چاہتا ہے
ستم ہم نے کیا خود پر رحم تم نے ہی کرنا ہے
یہ ہم اقرار کرتے ہیں یہ ہم فریاد کرتے ہیں
ہمیں بھی بخش دے یارب! تجھی سے آس رکھتے ہیں
ہمیں معلوم ہے یارب! تو اب بھی ہم کو چاہتا ہے
خدا ناراض کر بیٹھے یہ ہم سب کیا کر بیٹھے
خدا ناراض کر بیٹھے خدا ناراض کر بیٹھے

آج قوم میں یہ آوازیں اٹھ رہی ہیں کہ یہ آزمائشیں، مصیبتیں اور بعض کے نزدیک عذاب الٰہی ہماری ان غلطیوں اور غیر اسلامی اعمال کی وجہ سے ہے لیکن اس حقیقت کا اقرار کرنے کو کوئی تیار نہیں کہ ہم ایک خدائی فرستادہ کا انکار کر بیٹھے ہیں اور مسلسل تکذیب کرتے چلے جارہے ہیں۔ اللہ کے نبی حضرت مسیح موعودؑ کی بابرکت ذات کو مخالفت کا نشانہ بنایا جاتا ہے ان کی فوٹو کو روندا جاتا ہے۔صرف برا بھلا ہی کہنے پر اکتفا نہیں کیا جاتا بلکہ اس مقدس وجود کو ناپاک الفاظ سے پکارا جاتا ہے۔ جہاں تک ان کے فرقہ کا تعلق ہے جماعت احمدیہ کی مساجد کو مسمار کیا جارہا ہے۔محرابوں، گنبدوں اور میناروں کو شہید کیا جاتا ہے۔ ان مساجد کی پیشانیوں پر لکھے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کو ہتھوڑوں اور چھینیوں سے پولیس کی سرکاری وردیوں میں توڑا گیا یا کوچیاں پھیری گئیں اور اس پاک کلمہ کے یہ ٹکڑے نیچے غلاظت اور گندگی سے بھری نالیوں میں بہتے پانیوں کی نظر ہو گئے۔ اور بعض جگہوں پر لکڑی کے پھٹے یا لوہے کی چادروں سے کلمے کو چھپادیا گیا۔ ان مساجد میں جماعت احمدیہ کے مطبوعہ قرآن پاک کی توہین کی جاتی ہے۔فرقہ احمدیہ کے قبرستان میں مدفون فوت شدگان بھی ان کی دست برد سے محفوظ نہیں۔ ہر اینکر اور رہروی لاگر جماعت احمدیہ کی مخالفت میں گھٹیا جملے بازی کرتا جماعت کے افراد کے جذبات سے کھیلتا نظر آتا ہے۔ اس قرآنی اصول کو یاد ہی نہیں رکھا جاتا کہ ہم عذاب الٰہی کے مورد کیوں ہوئے؟ یعنی اللہ کے بھیجے ہوئے مامور اور مرسل، مسیح موعودؑ کا انکار وجہ سبب ہے۔ وہ مرسل جو عین پیش گوئیوں کے مطابق اپنے وقت پر آیا جس کے بارہ میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا تھا کہ میری امت کبھی ہلاک نہ ہوگی جس کے آغاز پر میں اور آخر پر مسیح ہوگا۔ اب اس پیش گوئی کے مطابق امت محمدیہ کا وہ حصہ جو مسیح دوراں پر نہ صرف ایمان لاچکا ہے بلکہ امت کے حصہ اوّل پر موجود برحق و بابرکت وجود حضرت نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا سلام امت کے آخری حصے کے دھارے پر موجود حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانیؑ کو عرض کر رہا ہے۔ جب کہ فریق ثانی اپنی حرکات وسکنات کی وجہ سے مسلسل دلدل میں پھنستا اللہ کی طرف سے آزمائشوں میں گھرتا چلا جارہا ہے۔ اس کی ایک وجہ عدالتی نظام ہے جہاں احمدیت اور اس کے ماننے والوں کو انصاف نہ ملنا ہے۔ جج جماعت کے حق میں فیصلہ دیتے مولویوں سے ڈرتے دکھائی دیتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں ’’دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی دنیا پر ظاہر کر دے گا۔‘‘

(الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 303)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے واضح فرمایا ہے کہ ’’دوسرے ملکوں میں آفات کو دیکھ کر یہ نہ سمجھو کہ تم محفوظ ہو، بلکہ واضح فرمایا کہ میری پیشگوئیاں تمام دنیا کے لئے ہیں، نہ اس سے پنجاب مستثنیٰ ہے۔ اُس وقت پنجاب کی بات کرتے تھے کہ پنجاب میں زلزلے نہیں آئے تو آپ نے فرمایا اس سے پنجاب بھی مستثنیٰ نہیں۔ نہ برصغیر کا کوئی اور شہر یا علاقہ مستثنیٰ ہے۔آپ نے واضح طور پر فرمادیا کہ حق جو ہے وہ چھپانے سے چھپا نہیں کرتا۔اس لئے تم لوگ فکر کرو۔‘‘

(ماخوذ از حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 267-269)

جماعت احمدیہ کے خلفاء بھی گاہے بگاہے اس قوم کو مسلسل تنبیہ کرتے چلے آرہے ہیں۔

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ

حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ اپنا ایک الہام بیان فرماتے ہیں کہ 17 یا 18 مارچ 1951ء کی شب کو مجھے یہ الہام ہوا کہ ’’سندھ سے پنجاب تک دونوں طرف متوازی نشان دکھاؤں گا۔‘‘

جس وقت یہ الہام ہو رہا تھا میرے دل میں ساتھ ہی ڈالا جاتا تھا کہ متوازی کا لفظ دونوں طرف کے ساتھ لگتا ہے اور دونوں طرف سے مراد یا تو دریائے سندھ کے دونوں طرف ہیں اور یا ریل یا سڑک کے دونوں طرف ہیں جو کراچی اور پاکستان کے مشرقی علاقوں کو ملاتی ہے۔

اسی طرح میرے دل میں یہ ڈالا گیا کہ یہ نشان ہمارے لئے مبارک اور اچھے ہوں گے یہ ضروری نہیں کہ ہر مبارک چیز اپنی ساری شکل میں ہی خوش کن بھی ہو بعض دفعہ انذاری نشان بھی خدائی سلسلوں کے لئے مبارک ہوتے ہیں کیونکہ ان کے ذریعہ سے لوگوں کی توجہ صداقت کے قبول کرنے کی طرف پھر جاتی ہے بہرحال اس الہام سے ظاہر ہے کہ کوئی ایسا بڑا نشان یا ایسے کئی نشان ظاہر ہوں گے جو کہ دریائے سندھ کے جنوبی علاقوں یا شمالی علاقوں یا ریل کے جنوبی علاقوں یا شمالی علاقوں میں عمومیت کے ساتھ وسیع اثر ڈالیں گے جس کے یہ معنی بھی بنتے ہیں کہ شمالی اور جنوبی سندھ یا بلوچستان تک

ان کا اثر جائے گا اور ادھر دریائے سندھ کے اس پار بھی اور اس پار بھی یعنی ڈیرہ غازی خان، میانوالی، کیمبل پور اور صوبہ سرحد کے علاقوں تک بھی اُس کا اثر جائے گا یا ان علاقوں میں سے اکثر حصوں پر ان کا اثر پڑے گا" دونوں طرف" سے یہ شبہ پڑتا ہے کہ خدانخواستہ اس سے کسی طوفان کی طرف اشارہ نہ ہو کیونکہ بظاہر دونوں طرف ظاہر ہونے والا نشان دریا کی طغیانی معلوم ہوتی ہے لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی وضاحت نہیں فرمائی۔ ہمیں بھی اس انتظار میں رہنا چاہیے کہ خدا تعالیٰ جس صورت میں چاہے نشان دکھائے ہاں یہ ضرور بتایا گیا ہے کہ یہ نشان ہمارے لئے کئی رنگ میں مبارک ہو گا۔"

(الفضل 29/ مارچ 1951ء صفحہ 3، رؤیا و کشوف سیدنا محمود صفحہ 472-473 الہام نمبر 518)

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ

"یہ بھی یاد رہے کہ اسلام کے غلبہ اور اسلامی صبح صادق کے طلوع کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں...لیکن اس سے پہلے یہ واقع ہو دنیا ایک عالم گیر تباہی سے گزرے گی...جو بنی نوع انسان کو جھنجوڑ کر رکھ دے گی...اگر انسان اپنے رب سے رجوع کرے اور توبہ کرے اور اپنے اطوار درست کر لے وہ اب بھی خدائی غضب سے بچ سکتا ہے...بنی نوع انسان کی سچی خیر خواہی اختیار کر لے...اور فسق و فجور سے باز آجائے۔

(امن کا پیغام اور ایک حرف انتباہ صفحہ 12)

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

"بہت ہی خوفناک اور دردناک دن آنے والے ہیں پاکستان پر لیکن میں پاکستان کے عوام سے یہ اپیل کرتا ہوں خواہ وہ بریلوی ہوں یا دیوبندی، خواہ وہ شیعہ ہوں، کسی اور طبقہ فکر سے تعلق رکھتے ہوں .... کہ اٹھو اور بیدار ہو جاؤ اور ہر اس تحریک کی مخالفت کرو جو کلمہ مٹانے کی تحریک آپ کے وطن سے اٹھتی ہے...اگر تم وقت پر حرکت میں نہیں آؤ گے تو خدا کی قسم خدا کی تقدیر تمہارے خلاف حرکت میں آجائے گی اور اس ملک کو مٹا کر رکھ دے گی جو آج کلمہ کو مٹانے کے درپے ہو رہا ہے۔ جس ملک کو کلمہ نے بنایا تھا کلمہ میں اتنی طاقت ہے کہ اگر اس کلمہ کو مٹانے کے لئے وہ سارا ملک بھی اکٹھا ہو جائے تو وہ کلمہ پھر بھی غالب آئے گا اور وہ ملک اس کلمہ کے ہاتھوں سے توڑا جائے گا جس کو کسی زمانہ میں اسی کلمہ نے بنایا تھا۔"

(خطبہ جمعہ 7 دسمبر 1984ء، خطبات طاہر جلد 3 صفحہ 719-720)

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"پاکستان میں جو گزشتہ سال سیلاب آیا جو مُلک کی تاریخ کا بدترین سیلاب تھا، جس نے سرحد سے لے کر سندھ تک تمام صوبوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا اور تجزیہ کرنے والے یہ تجزیہ کرتے ہیں کہ یہ انڈونیشیا کے سونامی سے بھی زیادہ تباہ کُن تھا۔ ابھی تک وہاں لوگ شہروں میں کیمپوں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ نہ ہی اُن کی آبادکاری کی طرف حکومت کو توجہ ہے اور نہ ہی اُس مُلاں کو جو ان کا ہمدرد بنتا ہے، جنہوں نے ہر وقت احمدیوں کے خلاف اِن کو اُکسایا ہوا ہے۔ ملک میں مکمل طور پر افراتفری ہے۔ پھر بھی عوام کو سمجھ نہیں آرہی کہ اُن کے ساتھ یہ ہو کیا رہا ہے۔ اور زمانے کے امام کا انکار کئے چلے جارہے ہیں۔ گزشتہ سیلاب جو آیا تھا اُس میں مولوی عوام کو یہ تسلی دلا دیتا تھا اور بحث ٹی وی پر چلتی جارہی تھی کہ یہ کوئی عذاب نہیں تھا بلکہ ابتلا تھا اور ابتلا اللہ والوں کو آتا ہے اور پھر خود ہی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ عذاب تو اُس صورت میں ہوتا ہے جب کوئی نبی آتا ہے اور نبی کا دعویٰ موجود ہو تو چونکہ نبی کوئی نہیں ہے اس لئے یہ عذاب نہیں کہلا سکتا۔ اور جو دعویٰ ہے اُس کی طرف دیکھنے اور سننے کو تیار نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس قوم پر بھی رحم کرے۔ چند سال پہلے ایک بدترین زلزلہ آیا تھا جس نے تباہی مچادی تھی پھر بھی ان کو عقل نہیں آئی کیونکہ سوچتے نہیں ہیں کہ ان آفات کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے اُس کے فرستادے نے کی ہے جس کے یہ انکاری ہیں اور جیسا کہ میں نے اقتباس میں پڑھا ہے کہ آپ نے فرمایا "کچھ حوادث اور آفتیں میرے بعد ظہور میں آئیں گی"۔ پس کچھ تو آنکھیں کھولو! اے بصیرت اور بصارت کا دعویٰ کرنے والو! کچھ تو عبرت حاصل کرو۔"

(خطبہ جمعہ 18 مارچ 2011ء)

مرسلہ: رحمت اللہ بندیشہ۔ استاذ جامعہ احمدیہ جرمنی

نماز جمعہ کی اہمیت اور غیر مسلم ممالک جہاں جمعہ کی چھٹی نہیں ملتی وہاں کے رہنے والوں کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا ایک دردناک انتباہ!!!

آپ یہاں انگلستان میں اور دیگر یورپین ممالک میں جو بڑی نسلیں جمعہ کی عادی نہیں رہیں۔ ان کے ماں باپ کا قصور ہے کہ انہوں نے بچپن میں ان کو عادی نہیں بنایا۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہاں ہمارے سکول ہیں ان میں جانا ہوتا ہے اس لئے آپ کے لئے دو Choices یا اختیارات ہیں جس میں سے جس کو چاہیں چن لیں۔ یا تو سکول کو اہمیت دیں، دنیا کی تعلیم کو اہمیت دیں یا پھر دین کو اہمیت دیں۔ اور ان کی روحانی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھنے کا فیصلہ کر لیں کیونکہ جمعہ سے غافل بچوں کا کوئی مستقبل نہیں ہے جماعتی لحاظ سے۔ سوائے اس کے خدا تعالیٰ خاص فضل فرما کر اکا دکا کو واپس لے آئے مگر بالعموم نئی نسلیں آپ کی اقدار سے دور ہونا شروع ہو جائیں گی اور یہ تنزل زیادہ تیز رفتار ہوتا چلا جائے گا وقت کے گزرنے کے ساتھ۔ اس لئے جمعہ کی طرف غیر معمولی توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ نظام جماعت کو میں نے ایک ہدایت دی ہے۔ اس کی تفصیلات کو یہاں بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس بارے میں منظم پروگرام بنائے جائیں گے اور ساری جماعت کیلئے ایک اجتماعی کوشش بھی کریں گے، حکومت سے رابطے کی، اشتہارات کے ذریعے، اخبارات میں پروپیگنڈے کے ذریعے کہ جو سہولیات مسلمانوں کو ملنی چاہئیں ان کو میسر آنی چاہئیں۔

اس سلسلے میں جیسا کہ میں نے امریکہ میں بھی دوستوں کو توجہ دلائی تھی ایک بہت ہی اہم بات جو ہے جماعت کی تاریخ کا ایک اہم حصہ ہے۔ جسے ہمیں کبھی فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں 1896ء میں پہلی مرتبہ جمعہ کے نام پر رخصت حاصل کرنے کی تحریک چلائی گئی ہے اور یہ تحریک حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود چلائی ہے۔ میرے علم میں نہیں کہ تاریخ اسلام میں کبھی کوئی ایسا واقعہ ہوا ہو کہ مسلمانوں کی طرف سے اجتماعی طور پر جمعہ کی رخصت کے لئے ایک مہم چلائی گئی ہو اور یہ پہلا واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں رونما ہوا، اور آپ ہی کو خدا نے یہ توفیق بخشی کہ جمعہ کے تقدس کو قائم کرنے کے لئے ایک ملک گیر تحریک چلائیں اور حکومت کو توجہ دلائیں کہ مسلمانوں کا یہ حق ان کو دیا جائے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 1896ء میں یکم جنوری کو دو اشتہار شائع فرمائے اور ایک اشتہار بعد میں شائع فرمایا جس میں تمام مسلمانان ہند کو بھی متوجہ فرمایا گیا۔ اور حکومت انگلستان کو متوجہ فرمایا کہ آپ کا اخلاقی فرض ہے، آپ کا بحیثیت حاکم کے یہ فرض ہے کہ مسلمانوں کے جمعہ کے تقدس کو قائم کریں اور اس کے نتیجہ میں مسلمانوں کی دعائیں حاصل کریں، ان کا شکریہ حاصل کریں، اور آپ نے تاریخی لحاظ سے بتایا کہ کس طرح تمام مسلمان ممالک میں اس دن کا تقدس قائم تھا اور خود ہندوستان میں بھی ایک لمبے عرصے تک قائم رہا لیکن انگریزی حکومت کے آنے کے بعد جمعہ کی تعطیل کی بجائے اتوار کی تعطیل شروع ہوگئی۔

آپ نے فرمایا ٹھیک ہے اتوار کے دن آپ بے شک چھٹی منائیں، ہندوؤں کو بھی چھٹی دیں، لیکن مسلمانوں کو اس بنیادی حق سے آپ کیسے محروم کر سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس تحریک کے بعد پھر حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے 1911ء میں دوبارہ اس تحریک کو چلایا اور پہلی مرتبہ حکومت انگلستان یعنی حکومت برطانیہ نے 1913ء میں جمعہ کی رخصت کو جزوی طور پر منظور کیا، اور رفتہ رفتہ پھر خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ رجحان بڑھنا شروع ہوا، اور بالآخر انگریزی حکومت نے بھی مسلمانوں کے لئے جمعہ کے دن جمعہ ادا کرنے کا حق کو تسلیم کر لیا، گو ہر جگہ رخصت کے دن کے طور پر اس کو قبول نہیں کیا گیا، حکومت کی طرف سے بعد ازاں بھی جب پاکستان بن گیا تو بہت لمبا عرصہ بلکہ اکثر وقت پاکستان بننے کے بعد اتوار ہی کو چھٹی ہوتی تھی، جمعہ کو نہیں ہوتی تھی۔ یہ تو ابھی چند سال پہلے کی بات ہے کہ حکومت پاکستان نے جمعہ کی رخصت منظور کی ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 1896ء میں یہ تحریک شروع فرمائی تھی اور عجیب حسن اتفاق ہے کہ وہ بھی یکم جنوری کا دن تھا یعنی 1896ء کو یکم جنوری کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریک فرمائی اور بغیر اس کے کہ مجھے علم ہوتا کہ ایسا ہوا تھا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تصرف ہی ایسا ہوا ہے کہ آج خدا تعالیٰ یہ مجھے توفیق عطا فرما رہا ہے کہ یکم جنوری 1988ء کو میں اس تحریک کو از سر نو شروع کرنے کے لئے جماعت کو نصیحت کرتا ہوں یعنی دو طرح سے آپ کو یہ تحریک چلانی ہوگی اول جیسا کہ نظام جماعت آپ کے سامنے پروگرام رکھے گا آپ اخباروں میں خطوں کے ذریعہ، وفود کے ذریعہ حکومت کے افسروں سے مل کر، طلباء کی خاطر حقوق لینے کے لئے مختلف سکولوں میں ان کی انتظامیہ سے مل کر اور دیگر جو بھی ذرائع جماعت تجویز کرے گی ایک عالمگیر مہم چلائیں ساری دنیا میں ہر ملک کے احمدی، کہ جمعہ کے دن مسلمانوں کو جمعہ پڑھنے کا حق ملنا چاہئے۔ اس (سے) پہلے عام طور پر یہ رجحان پایا جاتا تھا کہ جو لوگ کوشش کرتے تھے وہ کہتے تھے ہم جمعہ تک دفتر رہا کریں گے اور جمعہ کے وقت چھٹی لے کر گھر آجایا کریں گے یعنی نصف دن کی۔ لیکن قرآن کریم کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ پہلے حصے کی رخصت زیادہ اولیٰ ہے یعنی جمعہ کے بعد بے شک کام پر چلے جاؤ۔ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے: فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ کہ جب تم جمعہ سے فارغ ہو جایا کرو تو پھر بے شک زمین میں پھیلو اور اپنے روزمرہ کے کام کیا کرو۔

(خطبہ جمعہ یکم جنوری 1988ء از خطبات طاہر جلد 7 صفحہ 12-14)

عاطف وقاص۔ ٹورنٹو کینیڈا

آؤ! اُردو سیکھیں
سبق نمبر 60

آج کے سبق میں ہم ایسے الفاظ کے بارے میں پڑھیں گے جو مل کر ایک جزوِ جملہ یعنی clause کا کام دیتے ہیں۔ جیسے لفظ خوشی کے معنی ہم جانتے ہیں یہ لفظ کثرت سے، کامیابی یا بامراد ہونے پر جذبات کے اظہار کے لئے استعمال ہوتا ہے لیکن اگر ہم خوشی خوشی کہیں تو جملے کے ایک پورے حصے کی طرح کام کرتا ہے۔ جیسے ’جو کرو خوشی خوشی کرو‘ تو دوبارہ یہ لفظ مل کر متعلق فعل یعنی Adverb بن گیا ہے۔ یہاں خوشی خوشی کا مطلب ہے بارضا و رغبت، پورے دل سے، مرضی سے، رضا سے وغیرہ یعنی Willingly eagerly۔ اسی طرح رفتہ رفتہ، ایک ایک کرکے، روز روز، آئے دن، گھڑی گھڑی، دھوم دھام، دونوں وقت ملتے، آس پاس، اطراف وجوانب، جم جم، نت نت، کیوں نہیں، الگ الگ، صبح و شام، چوری چھپے، آہستہ آہستہ، جوں کا توں۔ وغیرہ اس کی مزید مثالیں ہیں۔ ان الفاظ میں سے بعض کو مثالوں کے ذریعے واضح کرتے ہیں۔

رفتہ رفتہ، آہستہ آہستہ، دھیرے دھیرے: ان تمام الفاظ کا ایک ہی معنی ہے اور وہ ہے کسی کام کے ہونے میں وقت لگنا مگر تدریجاً اس کام کا عمل جاری رہنا۔ جیسے رات بھر مینہ (بارش) دھیرے دھیرے سہی مگر برستا رہا۔ رفتہ رفتہ لوگ وطن چھوڑتے رہے، آہستہ آہستہ سب اس واقعہ کو بھول گئے۔ پس اس کے معنی ہوئے Slowly/ in a controlled, regular, even manner/ steadily۔

ایک ایک کرکے: یعنی باری باری، آہستہ آہستہ مگر پوری طرح سے۔ جیسے ایک ایک کرکے سب زخم بھر گئے۔ ایک ایک کرکے سب یار دوست چھوڑ گئے۔ آپ سب ایک ایک کرکے کمرے سے نکل جائیں۔ یعنی ایک قطار میں، منظم طریق سے باہر جائیں۔ پس اس کے معنی ہوئے One by one, on one's turn, in a sequence۔

روز روز، آئے دن، صبح وشام، گھڑی گھڑی: ان الفاظ کے معنی ملتے جلتے ہیں۔ ان کے معنی ہیں کسی کام کا کثرت سے بار بار ہونا۔ بعض لحاظ سے اتنے تواتر سے ہونا کہ ناگوار گزرنے لگے۔ جیسے: روز روز کی اختلاف رائے سے انسان تنگ آجاتا ہے۔ ایسی عنایات روز روز کہاں ہوتی ہیں۔ اب تو آئے دن ٹریفک حادثات رونما ہوتے ہیں۔ میڈیا صبح و شام سرمایہ دارانہ نظام کی تشہیر کرتا ہے۔ تم کیا گھڑی گھڑی مانگنے آجاتے ہو۔ وہ گھڑی گھڑی دستک دے رہا تھا۔ خدا تعالیٰ گھڑی گھڑی کا حساب رکھتا ہے۔

دونوں وقت ملتے: شام کا وقت جب دن کا اختتام ہو رہا ہوتا ہے اور رات کا آغاز at dusk

اشعار

گیسو رخ پر ہوا سے ہلتے ہیں
چلیے اب دونوں وقت ملتے ہیں
(مرزا شوق لکھنوی)

گیسو یعنی سر کے بال تو بال سیاہ ہوتے ہیں اس لئے شاعر نے رات کی آمد کا نقشہ کھینچا ہے کہ منظر پر سیاہی پھیل رہی ہے گویا چہرے پر بال بکھرے ہوں پس دونوں وقت مل رہے ہیں شام ڈھل رہی ہے تو گھر کو لوٹ جانا چاہیئے۔

دونوں وقت ملتے ہیں دو دلوں کی صورت سے
آسماں نے خوش ہو کر رنگ سا بکھیرا ہے
(ساحر لدھیانوی)

دن اور رات کے ملنے کو انتہائی خوبصورتی سے شاعر نے انسانوں کی ہم آہنگی سے تشبیہ دی ہے۔ انسانوں کے درمیان ہم آہنگی، امن اور محبت کے باعث جیسے خدا تعالیٰ خوش ہوتا ہے ایسے ہی شام کو جب دونوں وقت ملتے ہیں تو جیسے آسمان خوش ہوجاتا ہے اور افق پر بہت سے رنگ بکھر جاتے ہیں۔

نثر میں بھی اس طرز کو استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسے: جب ہمارا تانگہ گاؤں میں داخل ہوا تو دونوں وقت مل رہے تھے۔

جَم جَم، نت نت: ہمیشہ، مدام، شوق سے، خوشی سے، ضرور۔ مثالیں: جم جم آیئے۔ میں نت آپ کی خیر مانگتا ہوں۔ جم جم سلامت رہو۔

عربی جملے: بعض عربی کے جملے بھی اسی طرح اردو میں بطور متعلق فعل یعنی Adverbs کے استعمال ہو رہے ہیں، جیسے کما حقہٗ (جیسا کہ فلاں چیز کا حق تھا، یعنی پوری تفصیل سے بیان یا واضح یا ثابت کردینا، اسی طرح پوری ذمہ داری سے کوئی کام سرانجام دینا)، حتی الامکان (جہاں تک کوئی کام یا شے ممکن ہو the maximum of possibility)، کما ینبغی (جیسا کہ مناسب ہے، جیسا کہ چاہیئے)، مِن وعَن (حرف بحرف، حقیقت کے مطابق)، حتی المقدور (جہاں تک انسانی طاقت میں ہو)، حاصل کلام (کسی بات کا اصل مقصد، مطلب، نتیجہ)، طوعاً و کرہاً (خوشی سے یا مجبوری سے یعنی ایسا کام جس میں کوئی راہ فرار نہ ہو لازمی ہو) وغیرہ۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

پھر جب چالیس برس تک پہنچتا ہے تو جوانی کے پُر وبال کچھ کچھ گرنے شروع ہوجاتے ہیں۔ اب خود ہی ان بہت سی خطاؤں پر نادم ہوتا ہے جن پر نصیحت کرنے والے سر پیٹ کر رہ گئے تھے۔ اور خود بخود نفس کے جوش کم ہوتے چلے جاتے ہیں کیونکہ جسمانی حالت کی رو سے انحطاط عمر کا زمانہ بھی شروع ہوجاتا ہے وہ خون شرانگیز اب کہاں پیدا ہوتا ہے جو پہلے ہوتا تھا وہ اعضاء کی طاقت اور جوانی کی مستانہ نشاط کہاں باقی رہتی ہے جو پہلے تھی۔ اب تو تنزل اور گھاٹے کا زمانہ آتا جاتا ہے اور اس پر متواتر ان بزرگوں کی موتیں دیکھنی پڑتی ہیں جو اپنی عمر سے بہت زیادہ تھے بلکہ بعض وقت قضا و قدر سے چھوٹوں کی موتیں بھی کمروں کو توڑتی ہیں اور غالباً اس زمانہ میں والدین بھی قبروں میں جالیٹتے ہیں اور دنیا کی ناپائیداری کے بہت سے نمونے ظاہر ہوجاتے ہیں اور خدا تعالیٰ اس کے سامنے ایک آئینہ رکھ دیتا ہے کہ دیکھ دنیا کی یہ ہیئت ہے اور جس کے لئے تو مرتا ہے اس کا انجام یہ ہے۔ تب اپنی گزشتہ غلطیوں کو حسرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور ایک بھاری انقلاب اس پر آتا ہے اور ایک نئی دنیا شروع ہوتی ہے۔ بشرطیکہ خمیر میں سعادت رکھتا ہو اور ان میں سے ہو جو بلائے گئے ہیں۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 322)

اقتباس کے مشکل الفاظ کے معنی

جوانی کے پُر وبال گرنا: انسانی طاقت اور جذبات کا اعضاء جسمانی کے ساتھ ڈھل جانا، ماند پڑ جانا۔

خطاؤں پر نادم: غلطیوں پر شرمندہ ہونا۔

سر پیٹ کر رہ جانا: پوری کوشش کے باوجود ناکام ہو کر پریشان ہونا۔

انحطاطِ عمر: عمر بڑھنے کے ساتھ کمزوری اور ضعف کا آجانا۔

خون شرانگیز: برائی کا تعلق جسمانی قوت سے گہرا ہے پس عمر ڈھلنے کے ساتھ خون میں برائی کی طرف رجحان کم ہوجانا۔

جوانی کی مستانہ نشاط: جوانی کی عمر میں انسان کو بدیوں اور گناہوں میں خوب لذت آتی ہے اور ایک خوشی ملتی ہے۔

تنزل اور گھاٹا: نقصان، زوال، کسی شے کا معیار کم ہوجانا۔

متواتر: مسلسل، بار بار، لگاتار۔

کمر توڑ دینا: بہت سخت صدمہ یا دکھ پہنچنا جس سے انسان کی ہمت جواب دے جائے۔

دنیا کی ہیئت: دنیا کا نظام، اصلیت، حقیقت۔

حسرت کی نگاہ: پچھتاوا، گزرے زمانے اور ضائع ہوجانے والے وقت پر دکھ ہونا۔

اعلان ولادت

مکرم محمد کولمبس خان۔ مہدی آباد جرمنی تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خاکسار کے بیٹے عزیزم فضل احمد خاں اور عزیزہ صوفیہ خاں بنت مکرم فیض احمد سپرا کو مورخہ 28 اگست 2022ء کو پہلے بیٹے اَلِیعَیُسا عزیز خاں سے نوازا ہے۔ عزیز وقفِ نو کی تحریک میں شامل ہے۔ یہ ہمارا پہلا پوتا اور مکرم حیات محمد مرحوم کارکن وقفِ جدید کا پڑپوتا اور باپ کی طرف سے مکرم کیپٹن محمد سعید کا پڑنواسہ ہے۔ عزیزہ صوفیہ خاں مکرم ملک سلطان احمد صاحب معلم وقفِ جدید کی نواسی ہیں جن کا ذکرِ خیر حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 2 ستمبر 2022ء میں فرمایا۔ احباب کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے نیک اور والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے اور دینی و دنیاوی ترقیات سے نوازے۔ آمین۔

وقار الحق

قبول احمدیت کی ایمان افروز داستان

ایک سچے مسلمان کا خدا پر ہمیشہ بھروسہ رہتا ہے اور جب یہ ایمان کہ خدا تعالیٰ قادر ہے اور سنتا ہے تو یقیناً خدا بھی دلی کیفیت کو ظاہری طور پر قبولیت تک پہنچا دیتا ہے بس خدا کا فضل ہونا بہت ضروری ہے۔ اور ایسا ہی فضل خدا نے ہمارے ایک دوست (قمرعباس صاحب) پر کیا جن کو خدا تعالیٰ نے اسی سال چند ماہ قبل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک جماعت میں شامل ہونے کی توفیق دی اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔ بغرض دعا اور ترقی ایمان کے لئے اپنے دوست کی بیعت کی قبولیت کی داستان پیش خدمت ہے۔

مکرم قمر عباس صاحب ضلع سرگودھا کے ایک گاؤں کے رہنے والے تھے 2013ء میں کاروبار کے سلسلے میں دبئی میں مقیم تھے انہیں دنوں میں ان کو ایک دوست کے ذریعے سے جو ان کے ساتھ کام کرتا تھا جماعت کا تعارف ہوا بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ جماعت کا اصل تعارف ہوا کیونکہ اس سے قبل ان کو جماعت کا وہی تعارف تھا جو مولویوں نے ان کو دے رکھا تھا اور سراسر جماعتی اصل عقائد سے ہٹ کر تھا۔

مکرم قمر عباس صاحب کہتے ہیں ان کے یہ دوست جن کے ساتھ کافی عرصہ سے کام کر رہے تھے بہت امانت دار اچھے اخلاق کے مالک تھے اور ان کی انہی اچھی خوبیوں کی وجہ سے ان کے ساتھ زیادہ دلی دوستی اور قربت کا تعلق رکھتے تھے مزید ان کے دوست کی اچھی عادتوں میں سے ایک عادت جس نے ان کو بہت متاثر کیا وہ یہ تھی کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وہ نمازی تھے دین کا علم رکھنے والے تھے اور کام کے ساتھ ساتھ ان کو بھی دینی باتیں بتاتے رہتے تھے۔ ایک دن ان کے دوست نے ان سے اپنا احمدی ہونے کا ذکر کر دیا تو قمر صاحب اس دوست کی تمام خوبیوں کے باوجود (چونکہ احمدیت کے متعلق ایک اچھا تعارف ان کو نہ تھا اور وہی غلط سوچ رکھتے تھے) اس سے نفرت کرنے لگے۔ آہستہ آہستہ اس سے الگ ہونے لگے۔ کھانا پینا ان کے ساتھ ختم کر دیا اور دل ہی دل میں اپنے اس دوست کے متعلق بہت غلط خیالات رکھنے لگے۔ دوسری طرف ان کا دوست ان کے اس رویہ کو دیکھ رہا تھا ایک دن قمر صاحب کو بٹھا لیا اور پوچھ ہی لیا کہ ایسا رویہ ان کے ساتھ کیوں رکھ رہے ہو۔ دوست کے پوچھنے پر قمر صاحب نے سارے دل کی کیفیت ان کے سامنے رکھ دی اور ان کو آئندہ تعلق نہ رکھنے کو کہا۔

ان کے دوست نے کہا چلو! جیسے تمہاری مرضی لیکن ایک بار میرا موقف سن لو تا کہ ایک ایسی سوچ کو لے کر تم ٹھیک اور غلط کی پہچان کرنے میں غلطی نہ کرو پھر یہ بھی کہ آج خدا تعالیٰ نے موقع بنا دیا ہے جماعت احمدیہ کے بارے میں اصل علم حاصل کرنے کا تو سن لو پھر جو چاہے فیصلہ کر لینا۔ پھر کیا تھا اس دوست نے جب جماعت کی اصل تعلیمات اور عقائد سے قمر صاحب کو روشناس کروایا تو ان کا دل سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ کیا واقعی میں اس قدر ہمارے علماء نے ہمیں اس جماعت کے متعلق غلط تعلیمات دے رکھی ہیں جو اصل حقائق کے بالکل منافی ہیں بلکہ جو دوست نے بتایا اس کے مطابق تو اصل اسلام کے پیروکار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ والسلام کی تعلیمات کو جاری کرنے والے یہ احمدی لوگ ہیں اور مزید ان کے دوست کا عملی نمونہ بھی قمر صاحب کے لیے ایک مثال تھا پس خدا کا فضل ان پر یہ ہوا کہ قمر صاحب نے اس جماعت کے متعلق نفرت کو دل سے ختم کر دیا۔

بہرحال ان کے دوست کو کچھ مجبوری کی بنا پر کسی دوسری کمپنی میں جانا پڑا اور مکرم قمر عباس صاحب بھی دبئی سے سعودی عرب اپنے بھائی کے پاس کام کی غرض سے چلے گئے وہاں ان پر خدا کا فضل یہ ہوا کہ ایک دوست ملے جو کام کاج کے بعد ان کے ساتھ بیٹھ جاتے اور ادھر ادھر کی باتوں میں مشغول ہو جاتے اس دوست کے ساتھ بیٹھتے ہوئے کافی دن گزر گئے اور قمر صاحب نے ایک بات نوٹ کی کہ ان کو اکثر ایک فون کال آتی ہے جس کال میں یہ دوست حال احوال کے بعد ایک تربیتی جائزہ دیتے تھے مثلاً نماز قرآن کے حوالے سے۔ کچھ دن پوچھنے کی ہمت نہ پڑی لیکن ایک دن اس دوست سے پوچھ ہی لیا کہ شاید آپ کے والد محترم بھی سعودی عرب ہوتے ہیں اور ان کو آپ کی تربیت کی بہت فکر رہتی ہے جو آپ کو روزانہ کال کرتے ہیں انہوں نے بتایا کہ یہ میرے والد نہیں ہے پھر جماعتی نظام اور تربیت کے حوالے سے لی جانے والی رپورٹس کے متعلق تفصیل سے بتانے لگے جیسے جیسے وہ بتاتے رہے میرے دل میں اس جماعت کے لئے مزید محبت بڑھتی چلی گئی اور حیران تھا کہ تربیت مثلاً نماز قرآن کے پڑھنے کے حوالے سے علماء حضرات بھی کہتے ہیں لیکن اس جماعت احمدیہ کے مربیان اور عہدیداران کے انداز کو دیکھ کر دلی طور پر خوشی اور مسرت بھی ہوئی پھر میرے اس دوست نے سعودی عرب میں جماعتی روک ٹوک کا بھی ذکر کیا جو سن کر دکھ ہوا میں نے بھی اپنے دوست کو بتایا کہ اس سے پہلے بھی کچھ جماعتی تعارف مجھے دبئی میں ایک دوست کے ذریعے مل چکا تھا آج مزید تعارف آپ سے ملا بہت اچھا لگا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد قمر عباس صاحب پاکستان واپس آ گئے اور سری لنکا چلے گئے، انہوں نے بتایا وہاں بھی خدا کے فضل سے میری زندگی میں جتنے بھی احمدی دوست آئے ان سے ملاقات ہوئی ان سب کے اخلاق اور محبت کے انداز نے مجھے بہت متاثر کیا اور سب نے اپنے عملی نمونہ سے میری زندگی بدل دی تھی پھر سری لنکا میں بھی ایک دوست ایسے ملے جنہوں نے قمر صاحب کو اپنے جماعتی گروپ میں شامل کر دیا اس گروپ میں احمدی اور غیر احمدی دونوں شامل تھے گروپ میں شامل ہونے کا مقصد یہ تھا کہ علم میں اضافہ کے ساتھ ساتھ اصل حقیقت کا بھی پتہ چل سکے مزید معلومات مل جائیں۔ یہ اس گروپ میں دونوں اطراف سے ہونے والی مذہبی گفتگو سنتے رہتے جس سے ان کو کافی فائدہ ہوا اسی گروپ میں ان کو دو اور دوست مل گئے ایک مکرم عبدالرؤف صاحب اور دوسرے مسرور احمد صاحب۔ مسرور احمد صاحب سے ان کی ملاقات بھی ہوگئی اللہ ان کو جزاء دے انہوں نے قمر صاحب کو بہت مطمئن کیا۔ ہر بات بہت اچھی طرح سمجھائی اور ان سے کہا کہ سچائی کا علم ہو جانے کے بعد آپ کو خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ماننا چاہیے اور پیشگوئی کے مطابق اس وقت کے مسیح کو یعنی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو ماننا چاہیے۔ ان کی بات بالکل ٹھیک تھی لیکن دل خوف میں تھا اور پریشانی بڑھ رہی تھی کہ اگر بیعت کر کے اس جماعت میں داخل ہو گیا تو معاشرہ اور خاندان والوں کی نفرت اور ناراضگی مول لینی پڑے گی بہت مشکل گھڑی تھی ان کے لئے۔ لیکن دوسری طرف خدا اور اس کے رسول کی بات کا بھی منکر ہو رہے تھے اگر بیعت نہ کرتے۔

اس دوران بہت دعا کرتے اور ساتھ اپنے گاؤں کے ایک مولوی صاحب سے رابطہ کر کے ان سے اعتراضات پوچھنا شروع کر دیے اور اس طرف جماعت سے رابطہ رکھتے ہوئے جوابات بھی دیتے گئے آخر کار مولوی صاحب بھی لاجواب ہو گئے بہرحال قمر صاحب بہت پریشان تھے کیونکہ اس وقت جماعت احمدیہ میں آنا ایک بہت مشکل امر تھا۔ بہرحال وہ آہستہ آہستہ جماعت سے رابطے کے بعد بیعت کر کے اس مبارک جماعت میں داخل ہو گئے اور اپنی بیوی کو اعتماد میں لیتے ہوئے سب بتا دیا اور بیوی کو بھی تفصیلی تعارف جماعت کا کرایا۔

قبولیت کے بعد ایک بہت بڑی آزمائش ان پر یہ آئی کہ جب وہ جمعہ کی نماز کے لئے مسجد میں جا رہے تھے تو ایک غیر احمدی شخص جو ان کو جانتا تھا اس نے دیکھ کر تمام خاندان اور سسرال والوں کو بتا دیا کہ قمر احمدی ہو گیا ہے۔ ان کے گاؤں سے ان کے بھائیوں نے رابطہ کیا اور گاؤں بلوایا جب وہ گاؤں گئے تو یہ منظر دیکھ کر پریشان ہو گئے کہ سب بھائی اور رشتہ دار اکٹھے ہو کر بیٹھے تھے قمر صاحب کو اندازہ ہو گیا تھا کہ شاید انکی جماعت میں قبولیت کا معاملہ ان سب تک پہنچ گیا ہے اور ایسا ہی ہوا بڑے بھائی نے پوچھا تم احمدی ہو گئے ہو؟ قمر صاحب نے کہا جی الحمد للّٰہ میں احمدی ہو گیا ہوں۔ اس پر ان کے بڑے بھائی نے زور دار تھپڑ قمر صاحب کو مارا اور زبردستی اس بات پر آمادہ کرنے لگے کہ وہ احمدیت چھوڑ دیں۔ لیکن قمر صاحب نے صاف انکار کرتے ہوئے احمدیت نہ چھوڑنے کا اعلان کیا۔ گاؤں کے مولوی صاحب نے کہا کہ قمر کے متعلق مجھے پہلے ہی علم تھا کہ یہ احمدی ہو چکا ہے اور اب احمدیت اس میں رچ بس گئی ہے۔ بس پھر ان کے بیوی بچے زبردستی ان سے لے لئے گئے اور نکاح منسوخ قرار دیتے ہوئے ان کا ان سے تعلق ختم کر دیا۔ ان کے بھائی نے ان کو کچھ دن مہلت دیتے ہوئے دوبارہ گاؤں بلوایا اور دوبارہ زور دیا کہ کسی طرح یہ احمدیت کو چھوڑ دے لیکن قمر صاحب خدا کے فضل سے اپنے عقیدے پر قائم رہے اور انکار کر دیا اس پر سب نے مل کر ان کو مارا اور دھکے دیے اور قمر صاحب نے بھاگ کر اپنی جان بچائی۔

اس دوران ان کو اور مقامی جماعت کو جان سے مارنے کی دھمکیاں بھی دیتے رہے اور ایک بڑا ظلم قمر صاحب اور ان کی بیوی پر یہ کیا کہ ان کے بچہ کو جو ابھی ان کی بیوی کے پیٹ میں تھا یہ کہہ کر ضائع کروا دیا کہ کافر کا بچہ ہے اَسْتَغْفِرُاللّٰہ۔ آزمائش تو قمر صاحب پر بہت بڑی تھی لیکن ان تمام ظلموں کے باوجود وہ اپنے موقف اور عقیدہ پر قائم رہے۔ قمر صاحب نے ان تمام معاملات کو دیکھتے ہوئے اپنے تمام خاندان اور سب لوگوں سے رابطہ ختم کر دیا اور چند دن دوسری جگہ شفٹ ہو گئے اور بگڑتے حالات دیکھتے ہوئے ملک چھوڑنے کا فیصلہ کیا اب وہ خدا کے فضل سے تھائی لینڈ میں مقیم ہیں اور جماعت سے بہت محبت کرتے ہوئے رابطے میں ہیں۔

قمر صاحب نے اپنی بیوی کے علاوہ دو بیٹیوں کو بھی پیچھے چھوڑا ہے اور خدا کے فضل کے منتظر ہیں کہ جلد خدا تعالیٰ ان کے راستے بھی کھولے اور وہ اپنی فیملی سے مل سکیں۔ قمر صاحب نے خدا اور اس کے رسول کی محبت اور مسیح موعود علیہ السلام سے محبت میں ان تمام لوگوں کو چھوڑ دیا خدا تعالیٰ بھی ان کو کبھی مایوس نہیں ہونے دے گا ان شآءاللّٰہ احباب ان کو اپنی خاص دعاؤں میں یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی پریشانیوں اور آزمائشوں کو جلد دور کرے اور جلد اپنے بیوی بچوں سے ملوائے آمین۔

منور احمد مبشر

شہد کی مکھیوں کا ڈنک

شہد کی مکھی (APIS) کے ڈنک میں موجود زہر میں شفا بخشی کی صلاحیت ہے۔ اس کے ڈنک سے جوڑوں کا درد، ہڈیوں اور اعصاب کی بیماریاں ختم ہو جاتی ہیں۔شہد کی مکھی کے ڈنک سے اس طریقِ علاج کو ’’اپی تھراپی‘‘ (Apitherapy) کہتے ہیں۔ امریکا میں 5لاکھ افراد اعصابی نظام کے اکڑ جانے کی بیماری میں مبتلا ہیں یہ بیماری انسان کو معذور بھی کر سکتی ہے امریکی تحقیق کاروں کے مطابق ایک ہزار افراد کوشہد کی مکھی کے ڈنک سے علاج کروانے پر فائدہ ہوا۔مغربی لندن میں رہنے والے ٹونی چیسٹر کوشہد کی مکھیاں پالنے کا بہت شوق ہے۔ وہ کولہوں اور ٹانگوں کے جوڑوں کے درد اور سوزش میں مبتلا تھا جس کی وجہ سے اُسے چلنے پھرنے میں بہت پریشانی ہوتی تھی۔ ایک دن شہد کی مکھی نے اس کے پاؤں اور ٹخنے پر کاٹ لیا۔ دونوں اعضاء میں شدید درد ہوا اور سوجن آ گئی۔ آدھے پونے گھنٹے بعد ٹونی کو محسوس ہوا کہ اس کے پاؤں اور ٹخنے کی سوزش اور درد میں کافی کمی واقع ہوئی ہے۔ اس کو تجسّس ہوا اور اس نے اپنے کولھوں اور کمر کے نچلے حصے پر شہد کی مکھیوں سے ڈنک لگوایا۔ یہ ایک اذیت ناک تجربہ تھا۔ تین چار دن تک شدید درد اور ورم رہا، لیکن شہد کی مکھیوں کے ڈنک نے معجزے کا سا کام کیا اور ٹونی کے جسم کے جوڑوں کا درد مکمل طور پر ختم ہو گیا اور ورم بھی غائب ہو گیا۔ ٹونی بہت خوش تھا اس نے کہا: ’’میں جتنا آج خود کو فعال اور چاق و چوبند محسوس کر رہا ہوں، اس سے پہلے کبھی نہیں کیا۔‘‘ ٹونی جوڑوں کے درد کی وجہ سے روزانہ ورزش بھی نہیں کر پاتا تھا لیکن اب وہ ورزش بھی کرنے لگا۔ امریکا کے ڈاکٹر جم گزشتہ 8 برس سے شہد کی مکھیوں کے ڈنک سے علاج کرنے پر عمل پیرا ہیں۔ وہ کہتے ہیں اس طریق علاج سے کامیابی کا تناسب لگ بھگ 100فیصد ہے۔ اعصابی نظام کے اکڑ جانے کی بیماری ہو، جوڑوں کا درد و ورم ہو، ایکزیما (Eczema) ہو یا اعصابی نظام کی کوئی اور بیماری، شہد کی مکھیوں کے ڈنک میں موجود زہر سے یہ ساری بیماریاں ختم ہو جاتی ہیں۔ مکھی کا ڈنک بذاتِ خود کوئی دوا نہیں ہے لیکن جب شہد کی مکھی متاثرہ جگہ پر ڈنک مارتی ہے تو اس کے ڈنک کا زہر جسم میں سرایت ہو کر مدافعتی نظام کو بیدار اور متحرک کر دیتا ہے تاہم مریض کو آزمائشی طور پر شہد کی ایک دو مکھیوں سے ڈنک لگوانا ضروری ہے۔ اس لیے کہ ڈنک میں موجود زہر سے بعض افراد کو شدید حساسیت (الرجی) ہو سکتی ہے جس کے باعث ناکارِی قلب کی نوبت آ سکتی ہے لیکن ایسا بہت کم ہی ہوتا یعنی ایک فیصد سے بھی کم۔

امریکا سمیت کئی دوسرے ممالک میں شہد کی مکھیوں کے ڈنک سے کئی بیماریوں کا علاج کیا جا رہا ہے۔ اس طریقِ علاج میں بعض اوقات مریض کو ایک دن میں کئی بار شہد کی مکھیوں سے ڈنک لگوایا جاتا ہے۔ ایک امریکی خاتون نے بتایا کہ اس کے جوڑوں میں شدید درد رہتا تھا۔ وہ معالج کے پاس گئی معالج نے متاثرہ جگہوں پر شہد کی مکھیوں سے کئی مرتبہ ڈنک لگوائے خاتون کو بہت تکلیف ہوئی لیکن اس نے برداشت کیا اور تھوڑی دیر بعد درد میں کمی آنے لگی۔ جنوبی کوریا کی یونیورسٹی میں کی گئی ایک تحقیق کے مطابق شہد کی مکھی کا ڈنک لگوانے سے سوجن بھی کم ہو جاتی ہے یونان کے تحقیق کاروں نے ہڈیوں کی بیماری میں مبتلا چند چوہوں کوشہد کی مکھیوں سے ڈنک لگوایا۔ چوہوں نے بہت شور مچایا لیکن تھوڑی دیر بعد خاموش ہو گئے چند دن بعد تحقیق کاروں نے چوہوں کی ہڈیوں کا معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ اُن کی ہڈیوں کی بیماریوں میں بتدریج کمی آنے لگی ہے تیونس میں شہد کی مکھی کے ڈنک سے علاج کرنے کا طریقہ بہت مشہور ہے۔ یہاں کے معالجین جوڑوں کے درد و ورم، معدے کی سوزش، اپاہج پن اور آنتوں کی جلن کا علاج بھی شہد کی مکھیوں کے ڈنک سے کر رہے ہیں۔ تیونس کے طبی ماہرین نے بتایا کہ شہد کی مکھی کے ڈنک کے زہر میں 300 سے زیادہ جراثیم کش اجزاء پائے جاتے ہیں۔ 1920ء اور 1930ء کی دہائیوں میں روس کے سائنس دانوں نے شہد کی مکھیوں پر تحقیق کرنے کے بعد بتایا تھا کہ ان کے ڈنکوں میں جو زہر پایا جاتا ہے اس سے غدۂ درقیہ (تھائرائڈ گلینڈ) کو کارٹی سول (Cortisol) نامی ہارمون پیدا کرنے کی تحریک ملتی ہے۔ یہ ہارمون ورم کو کم کرتا ہے اس کے علاوہ یہ زہر مزاج کو خوش گوار بنانے اور درد دُور کرنے والے ہارمون اینڈورفن (Endorphin) کو بھی پیدا کرتا ہے۔ قدیم زمانے سے متعدد بیماریوں کا علاج شہد کی مکھیوں سے کیا جا رہا ہے۔ ان میں گنج پن اور سگ گزید کی بیماریاں بھی شامل ہیں قدیم مصری باشندے بھی نقرس کا علاج شہد کی مکھوں سے کرتے تھے بعض یورپی ممالک میں شہد کی مکھیوں کو جلا کر ان میں تیل شامل کر کے ایک محلول تیار کیا جاتا تھا اس محلول سے جب درد والے حصوں پر مالش کی جاتی تو درد ختم ہو جاتا تھا شہد کی مکھیوں سے ادویہ بھی بنائی جاتی ہیں۔ چین میں شہد کی مکھیوں سے علاج کرنے کا طریقہ 5ہزار برس سے رائج ہے۔ ایکو پنکچر کے چینی ماہرین بھی شہد کی مکھیوں کے زہر سے کام لیتے ہیں۔بعض سائنس دانوں نے یہ تجربہ بھی کیا کہ انہوں نے شہد کی مکھی کے ڈنک کے زہر کو ایک سرنج میں بھر کر ایک مریض کے جسم میں داخل کیا، لیکن اسے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔شہد کی مکھی کا ڈنک جب براہِ راست جسم میں داخل ہو کر زہر خارج کرتا ہے تو اس سے فائدہ ہوتا ہے۔ امریکا کے ایک معالج نے بتایا کہ وہ شہد کی مکھی کو پکڑ کر مریض کے درد و ورم والے حصے پر رکھ کر مکھی کے سر کو بہت زور سے اُس وقت تک دبائے رکھتے ہیں جب تک وہ اپنا زہر مریض کے جسم میں خارج نہیں کر دیتی۔ انھوں نے کہا کہ شہد کی مکھی کا زہر مفلوج شدہ نچلے دھڑ کے لیے بہت فائدہ مند ہے۔ ہمارے ملک میں بھی چند معالجین شہد کی مکھیوں سے جوڑوں کے درد و ورم اور کئی امراض کا علاج کر رہے ہیں۔

مرسلہ: درثمین احمد۔ جرمنی

بزمِ ناصرات

تم ہمارے سب سے قیمتی ہیرے ہو

اس بات کو سمجھنے کے لئے میں آپ کو ایک کہانی سُناتی ہوں۔

’’تقریباً دو سو سال پہلے ایک بہت نیک بزرگ بابا نے اپنے ایک شاگرد کو ایک بہت قیمتی ہیرا دیا اور کہا جاؤ اس کی دُنیا میں قیمت پتہ کرو مگر اس کو بیچنا نہیں تو وہ ایک سبزی والے کے پاس وہ ہیرا لے گیا۔ اس نے ہیرا دیکھ کے کہا ’’ہیرا تو اچھا ہے۔ ایک درجن کینو لے لو اور ہیرا دے دو۔‘‘

اس نے کہا میرے اُستاد نے کہا تھا کہ بیچنا نہیں صرف قیمت لگوانی ہے‘‘

پھر وہ ایک آٹے والے کے پاس گیا۔ اس نے کہا ’’ایک بوری آٹے کی لے لو اور ہیرا دے دو‘‘

اس نے نہیں بیچا۔

پھر وہ ایک سونے کا کاروبار کرنے والے کے پاس گیا اس نے کہا۔

’’پچاس لاکھ روپے میں ہیرا دے دو۔ یہ ہیرا تو بہت قیمتی معلوم ہوتا ہے‘‘

اس نے نہ بیچا۔ پھر وہ ایک ہیروں کے تاجر کے پاس اسے لے گیا اس نے کہا۔ میری دوکان میں کروڑوں اربوں روپے کے ہیرے ہیں یہ تو دُنیا کا سب سے اچھا ہیرا ہے۔ میرے پاس جتنے ہیرے اور جواہرات ہیں سب لے لو اور مجھے یہ دے دو۔‘‘

وہ بہت حیران ہوا۔ لیکن اُس نے ہیرا نہ بیچا۔ پھر وہ اپنے اُستاد یعنی اس بزرگ بابا کے پاس گیا اور کہا۔

یہ کیا ہے؟ کوئی ایک درجن کینو یا آٹے کی بوری کے بدلے ہیرا مانگتا ہے۔ کوئی ساری دنیا کی دولت دیتا ہے۔‘‘

اس بزرگ بابا نے کہا۔ یہی زندگی کا راز ہے تم دُنیا کے سب سے قیمتی ہیرا ہو۔تم چاہو تو دنیا کے پیچھے لگ جاؤ اور ان چھوٹی چھوٹی چیزوں کے بدلے میں اپنے آپ کو بیچ دو چاہو تو اللہ کے ہاتھ اپنے آپ کو بیچ دو اور ساری دنیا اور اگلی دنیا کی دولت اور خوشیاں خرید لو، وہ جنت لے لو جس کی قیمت اس کائنات کے برابر ہے۔‘‘

پیارے بچو! تم ہمارے سب سے قیمتی ہیرے ہو۔تم نے اپنے پیارے حضور انور کے ہاتھ پہ خدا کی خاطر اپنے آپ کو نیک بنانے کا عہد کیا ہے۔

اب تم پہ فرض ہے کہ تم پیارے حضور انور کی باتیں مانو۔ تا کہ اپنے پیارے اللہ سے محبت کرسکو آمین۔

پیارے حضور انور کی باتیں ماننے کے لئے یہ ضروری ہے کہ آپ حضور انور کا خطبہ غور سے سُنا کریں اور پیارے حضور کو خط لکھا کریں۔ پیارے حضور انور کے لئے خدا سے دعائیں کیا کرو کہ حضور انور کو صحت و سلامتی اور کامیابیاں عطا ہوں۔

DAILY ONLINE
ALFAZL
LONDON

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

فقہی کارنر

مشتبہ الحال شخص کا جنازہ

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے) سوال ہوا کہ جو آدمی اس سلسلہ میں داخل نہیں اس کا جنازہ جائز ہے یا نہیں؟

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

’’اگر اس سلسلہ کا مخالف تھا اور ہمیں بُرا کہتا اور سمجھتا تھا تو اس کا جنازہ نہ پڑھو، اور اگر خاموش تھا درمیانی حالت میں تھا تو اس کا جنازہ پڑھ لینا جائز ہے۔ بشرطیکہ نماز جنازہ کا امام تم میں سے کوئی ہو ورنہ کوئی ضرورت نہیں۔‘‘

اگر کوئی ایسا آدمی مرجائے جو تم میں سے نہیں اور اس کا جنازہ پڑھنے اور پڑھانے والے غیر لوگ موجود ہوں اور وہ پسند نہ کرتے ہوں کہ تم میں سے کوئی جنازہ کا پیش امام بنے اور جھگڑے کا خطرہ ہو تو ایسے مقام کو ترک کرو۔ اور اپنے کسی نیک کام میں مصروف ہو جاؤ۔

(الحکم 30 اپریل 1902ء صفحہ 7)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک میں مجلس افتاء نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ ذیل فتویٰ کی روشنی میں سفارش پیش کی جسے حضورؓ نے منظور فرمایا۔

مجلس کے نزدیک اس خط میں مشتبہ الحال شخص سے مراد ایسا شخص ہے جو اگرچہ باقاعدہ طور پر جماعت احمدیہ میں داخل نہ ہو مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مکذب بھی نہ ہو بلکہ احمدیوں سے میل جول رکھتا ہو اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے متعلق ان کی ہاں میں ہاں ملا کر ایک گو نہ تصدیق کرتا ہو ایسے شخص کے جنازہ کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ظاہراً کوئی حرج نہیں سمجھا۔ اگرچہ انقطاع کو بہتر قرار دیا ہے۔

جماعت احمدیہ کا عمل ایسے شخص کے بارہ میں بھی حضور کے ارشاد کے آخری حصہ پر ہے۔ یعنی انقطاع کو بہر حال بہتر خیال کیا گیا ہے۔ مناسب حالات میں پہلے حصے پر بھی عمل کرنے میں کچھ حرج نہیں (جس کی اجازت لی جاسکتی ہے)۔ بشرطیکہ امام احمدیوں میں سے ہو۔ اگر نماز جنازہ میں امام احمدی نہ ہوسکتا ہو تو پھر ایسے شخص کے جنازہ کا بھی سوال پیدا نہیں ہوتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خط مورخہ 23 فروری 1902ء

’’جو شخص صریح گالیاں دینے والا کافر کہنے والا اور سخت مکذب ہے اس کا جنازہ تو کسی طرح درست نہیں مگر جس شخص کا حال مشتبہ ہے گویا منافقوں کے رنگ میں ہے۔ اُس کے لئے کچھ ظاہراً حرج نہیں ہے کیونکہ جنازہ صرف دعا ہے اور انقطاع بہر حال بہتر ہے‘‘

(فرمودات مصلح موعودؓ صفحہ 119)

(مرسلہ: داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

صلی اللہ علیہ وسلم

ادارہ الفضل کو ملنے والے مضامین میں مضمون نگار یا کمپوزر حضرات نے حضرت محمد کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم یا کمپیوٹرائزڈ ﷺ لکھا ہوتا ہے۔ دونوں طرز سے لکھنا درست ہے۔ لیکن ایک ہی مضمون میں یا ایک پیراگراف میں کچھ جگہ پر صلی اللہ علیہ وسلم کھول کر اور کچھ حصوں میں کمپیوٹرائزڈ طرز پر لکھا جائے تو مضمون میں حسن نہیں رہتا بعض دوست تو ایک ہی سطر میں دونوں طریق پر لکھ رہے ہوتے ہیں۔

کمپوزنگ کرنے والے حضرات و خواتین سے درخواست ہے کہ وہ اپنے مضمون میں ایک ہی طرز پر صلی اللہ علیہ وسلم کو کمپوز کریں۔ اگر کھول کر صلی اللہ علیہ وسلم لکھا جائے تو تحریر عمدہ لگتی ہے۔ ہاں صلی اللہ علیہ وسلم تحریر کرتے وقت ساتھ زیرلب دوہرا بھی لیں تو ثواب کا موجب ہوگا۔

کان اللہ معکم

(ایڈیٹر الفضل آن لائن)

ایک سبق آموز بات

پیسہ

کچھ لوگ اتنے غریب ہوتے ہیں کہ ان کے پاس صرف پیسہ ہی ہوتا ہے!

غربت در اصل پیسے اور طاقت کی نہیں ہوتی۔ بے لوث رشتوں کی، برکت، توفیق، فضل، لوگوں سے ملنے والی دعاؤں کی ہوتی ہے اور سب سے بڑھ کر ترشعور کی مفلسی ہوتی ہے جو مال کی حرص اور مستقبل کے خوف کو جنم دیتی ہے۔

مرسلہ: کاشف احمد

طلوع و غروب آفتاب

29/ستمبر 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:55	18:10
مدینہ منورہ	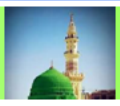	04:55	18:11
قادیان		05:00	18:16
ربوہ		04:40	17:56
اسلام آباد ٹلفورڈ	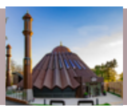	05:31	18:46